هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۸رجون ۲۰۰۴ء | ۲۹ رربیع الثانی ۱۴۲۵ ہجری قمری ۱۸راحسان ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۲۵

بالوں کی صفائی

آنحضرت ﷺ ایک بار مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال بہت پراگندہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ باہر جا کر بال سنوار کر آؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ واپس آیا تو آپؐ نے فرمایا اب یہ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ آدمی پراگندہ بالوں کے ساتھ اس طرح لگے کہ شیطان ہے۔ (موطا۔کتاب الجامع اصلاح الشعر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اگر نماز دس دن بھی سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے

نماز کا تعہد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو

''عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضورِ قلب کی کوشش نہیں کی جاتی، بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لئے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں؛ حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے اور اسی لئے اُمُّ الْاَدْعِيَه ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ دعا مانگی جاتی ہے۔ انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔ ﴿اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ﴾ اس لئے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے مگر جو شخص اقام الصلوٰۃ کرتے ہیں تو وہ اس کی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وُہ دعا کی محویت میں ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اُسے پی لے اُسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا۔

مومن کو ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہئیں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے۔ بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں۔ پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں۔ کوئی اثر روحانیت اور خشوع وخضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا یہی سبب ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی نمازوں کے لئے ویل آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہو تو کیا وہ کوڑیوں اور پیسوں کے لئے اسے پھینک دینا چاہئے۔ ہرگز نہیں۔ اوّل اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے۔ اس لئے نماز کو سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے۔

سائل: الحمد شریف بیشک دعا ہے مگر جن کو عربی کا علم نہیں۔ اُن کو تو دعا مانگنی چاہئے۔

حضرت اقدسؑ: ہم نے اپنی جماعت کو کہا ہوا ہے کہ طوطے کی طرح مت پڑھو۔ سوائے قرآن شریف کے جو ربِّ جلیل کا کلام ہے اور سوائے دعائے ماثورہ کے جو نبی کریم ﷺ کا معمول تھیں۔ نماز بابرکت نہ ہو گی جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب بیان نہ کرو۔ اس لئے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا۔ ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے اور رکوع میں سجود میں مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لیے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں؛ اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں۔ مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ رب العزۃ میں عرض کرنا چاہئے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو۔ جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔ باقی نوافل اور سنن کو جیسا چاہو طول دو اور چاہئے کہ اس میں گریہ وبکا ہو، تاکہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے۔ نماز ایسی شے ہے کہ سیّئات کو دور کر دیتی ہے۔ جیسے فرمایا ﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود:۱۱۵) نماز کل بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ حسنات سے مراد نماز ہے، مگر آج کل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکّار سمجھا جاتا ہے، کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں۔ یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے، کیونکہ اس کا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔ نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا۔ آخر مر کر خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اس کا نسخہ استعمال کرتا ہے۔ اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے۔ پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اس کا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رُوبدنیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں۔ اور انہیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے۔ اس کے معنوں پر بھی انہیں اطلاع نہیں ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم۔ص ۳۴۶،۳۴۷)

فرمودات خلفاء

گناہوں سے بچنے کا ایک گُر

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا ایک گُر بتایا ہے۔ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾۔ ایماندارو! ظن سے بچنا چاہئے کیونکہ بہت سے گناہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔ ایک شخص کسی کے آگے اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتا اور اپنے مطلب کو پیش کرتا ہے لیکن اس کے گھر کی حالت اور اس کی حالت کو نہیں جانتا اور اس کی طاقت اور دولت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اپنی حاجت براری ہوتے نہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر شرارت کی اور میری دستگیری سے منہ موڑا۔ تب محض ظن کی بناء پر اس جگہ جہاں اس کی محبت بڑھنی چاہئے تھی۔ عداوت کا بیج بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان گناہوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو عداوت کا پھل ہیں۔

کئی لوگوں سے میں نے پوچھا ہے کہ جب تم نے میرا نام سنا تھا تو میری یہی تصویر اور موجودہ حالت کا ہی نقشہ آپ کے دل میں آیا تھا یا کچھ اور ہی سماں اپنے دل میں آپ نے باندھا ہوا تھا تو انہوں نے یہی جواب دیا ہے کہ جو نقشہ ہمارے دل میں تھا اور جو کچھ ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ نقشہ نہیں پایا۔ یاد رکھو۔ بہت بدیوں کی اصل جڑھ سوء ظن ہوتا ہے۔ میں نے اگر کبھی سوء ظن کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری تعلیم فرما دی کہ بات اس کے خلاف نکلی۔ میں اس میں تجربہ کار ہوں۔ اس لئے نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوء ظنیوں سے بچو۔ اس سے سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت بڑھتی ہے۔

اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے۔ وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ تجسّس نہ کرو تجسس کی عادت بدظنّی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوء ظن کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب مل جاویں اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت میں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کا کیا جواب دوں گا۔ اپنی بدظنّی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے اور پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے فرمایا۔ اللہ کریم نے ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۶)

اداریہ

تمدن اسلام

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنے مولد ومسکن فلسطین میں لوگوں کو اپنے خداداد منصب ومشن کی طرف دعوت دی تو آپ کو سنت انبیاء کے مطابق سخت مشکلات ومخالفت کا سامنا کرنا پڑا تاہم آپ پورے زور وہمت کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔ عیسائیت کی تاریخ بتلاتی ہے کہ آپ پر ابتدائی ایمان لانے والے غریب ماہی گیر تھے۔ حضرت مسیحؑ نے ایک اچھے معلّم کی طرح ان کی تربیت فرمائی اور قرآنی محاورے کے مطابق ان غریب اور سیدھے سادے لوگوں کو آسمان روحانیت کے بلند پرواز پرندے بنا دیا۔ مخالفت کا سلسلہ اس حد تک بڑھ گیا کہ آپ کے دشمنوں نے آپ کو مختلف تکلیفیں دیتے ہوئے بالآخر صلیب پر چڑھا دیا۔ خدائے قدیر کی تائید ونصرت سے حضرت مسیحؑ صلیبی موت سے تو بچ گئے تاہم مشکلات کے ہجوم اور دیگر مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو وہاں سے ایک لمبا سفر اختیار کر کے ایک پرفضا مقام کشمیر کی طرف جانا پڑا اور آپ نے وہاں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش اور جمع کرنے کا فریضہ ادا فرماتے ہوئے توحید کی تبلیغ کا کام جاری رکھا۔

فلسطین میں حواریوں نے اپنا کام جاری رکھا مگر وہ سرزمین ان کے لئے زیادہ زرخیز ثابت نہ ہوئی۔ اور وہ اپنے استاد ومربی کے پیغام کو عام نہ کر سکے۔ ان میں سے بعض کو حضرت مسیحؑ کی طرح ہی مشکلات پیش آئیں اور انہیں اپنی جان کا نذرانہ تک پیش کرنا پڑا۔ کم وبیش تین سو سال اسی طرح گزر گئے۔ کبھی حالات ان کے موافق ہو جاتے مگر اکثر وبیشتر انہیں زیر زمین جا کر ہی اپنی تگ ودو کو جاری رکھنا پڑا۔

تین سو سالوں کے طویل، پر مشقت سفر کے بعد جب روم کے بادشاہ نے عیسائیت قبول کی تو ابتدائی مسیحیوں کی مشکلات کا دور ختم ہوا اور عیسائیت پھیلنے لگی۔ مگر یہاں ایک عجیب بات سامنے آتی ہے کہ جس مقصد کے لئے تین سو سال تک قربانیوں اور تکالیف برداشت کرنے کی شاندار تاریخ مرتب کی گئی تھی وہ مقصد دھندلانے لگا اور تو اور حضرت مسیحؑ کی مظلومی اور جگہ جگہ پوشیدہ طور پر جانے اور رہنے کے ردّعمل کے طور پر حضرت مسیحؑ کو خدا اور خدا کے بیٹے کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔ اس طرح اہل روم کے مذہبی عقائد اور تمدن نے عیسائی عقائد وتمدن کی جگہ لے لی اور اب جو مذہب پھیلنے لگا اس کا اصل عیسائیت سے صرف نام کا تعلق باقی رہ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ پرانے مسیحیوں کو نئے مسیحیوں سے مباحثہ ومقابلہ کرنا پڑا مگر نئے مسیحیوں کی کثرت اور ان کے اثر ورسوخ کی وجہ سے صحیح عقائد اور تمدن اوجھل ہوتے چلے گئے اور ان کی جگہ رومن عقائد وتمدن کو جگہ مل گئی اور یہی عقائد وتمدن مسیحی عقائد وتمدن سمجھے جانے لگے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے حضرت مسیحؑ کا مشن جو ﴿رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ﴾ کا مشن تھا، اسے عالمگیر مشن کے طور پر پیش کیا جانے لگا، توحید کی بجائے تثلیث کا چرچا ہونے لگا۔ حضرت مسیحؑ کے آسمان پر جانے کا ذکر بھی درمیان میں آ گیا۔ ختنہ، جسے بنی اسرائیل میں خدائی عہد کا نشان سمجھا جاتا تھا غیر ضروری قرار دے دیا گیا۔ حلال وحرام کی تعلیم کو مسخ کر دیا گیا اور بہت حد تک مشرکانہ خیالات اور رسم ورواج عیسائیت اور حضرت مسیحؑ کی تعلیم سمجھے جانے لگے۔ تمدن کی تبدیلی سے خیالات بلکہ عقائد کی تبدیلی کی یہ بہت ہی واضح اور افسوسناک مثال ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں رسل ورسائل یا ابلاغ عامہ کے ذرائع بہت محدود تھے۔ مگر ہمارے زمانہ میں کمپیوٹر کی ایجاد نے مختلف قوموں اور ممالک کے رابطوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ پروپیگنڈا ایک فن بن چکا ہے اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آج کل جنگیں میدان جنگ میں اسلحہ کے زور پر نہیں بلکہ میدان جنگ سے دُور دراز بظاہر غیر متعلق جگہوں پر پراپیگنڈا کے زور سے جیتی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل جنگوں کو، جو یقیناً اپنی بالادستی منوانے کے لئے ہی ہوتی ہیں، مختلف تہذیبوں کی جنگ قرار دے کر مخالفوں کو اعصاب شکن حالات میں دھکیل کر جیتی جاتی ہیں یا جیتنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

مسلمان اپنے اسلامی تمدن پر بجاطور پر نازاں ہیں مگر اس تمدن کو مختلف ناموں سے تبدیل کرنے بلکہ مسخ کرنے کی ناپاک کوششیں بھی ہوتی رہتی ہیں اور زیادہ قابل فکر صورت یہ بن جاتی ہے کہ احساسِ کمتری کی وجہ سے خود مسلمان بھی بعض دفعہ اپنے اسلامی تشخص اور تمدن کو پچھلے زمانوں کی چیز سمجھ کر قابل ترک اور قابل نفرت سمجھنے لگتے ہیں مگر یہ وہی صورت ہے جس کی وجہ سے عیسائیت کی شکل تبدیل ہو کر اس کی جگہ مشرکانہ رسم ورواج نے لے لی۔

ہمارا تمدن، ہماری عائلی زندگی، ہماری معیشت بہت ہی بابرکت اور سکون بخش ہے۔ اس کی موجودگی میں ہم خدا اور رسول کے احکامات کے مطابق بہتر زندگی بسر کر کے بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے بہت ہی ضروری ہے کہ مغربی تمدن یا کسی اور طریق کی نقالی سے پوری طرح بچنے کی کوشش کی جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسلامی تمدن پر کاربند رہنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’......اے قوم! مَیں ایک نذیرِ عریاں کی طرح تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا، نہ چھوڑنا، آہ نہ چھوڑنا۔ مَیں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر حکم ناقابل تبدیل ہے۔ خواہ چھوٹا ہو، خواہ بڑا ہو۔ جو اس کو بدلتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اسلام کی تبدیلی کی بنیاد رکھتا ہے۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا .... یورپ کے لئے تو اسلام قبول کرنا مقدر ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے‘‘۔ (روزنامہ الفضل ۲۰/مئی ۱۹۲۴ء)

(عبدالباسط شاہد)

ممکن نہیں کہ عشق میں وہ در بدر نہ ہو
آگے جنوں کی خیر ہو جو راہ پر نہ ہو
رنج سفر کو کاٹ کے پہنچے ہیں ہم یہاں
اے شوق ،دیکھ بھال کے اپنا ہی گھر نہ ہو
آتا ہے وہ جو دھیان میں آئے مگر یہ کیا
اتنا سنبھل کے آئے کہ دل کو خبر نہ ہو
تاریکیوں کو اوڑھ کے سوتے ہیں عمر بھر
ہم پہ وہ رات آئی ہے جس کی سحر نہ ہو
مالک تری رضا ہے تو کرتا ہے سر بلند
ان کو بھی جن کے ہاتھ میں کوئی ہنر نہ ہو
شامل ہے میری ذات میں تو بھی مری طرح
خواہش ترے وصال کی اب عمر بھر نہ ہو
بزم خیال یار میں کچھ روشنی تو ہو
لاؤ چراغ یاد ہی سورج اگر نہ ہو

(عبدالکریم خالدؔ)

غزل

بس ایک بات محبت میں کی ٹھکانے کی
سُنی نہ دل سے زیادہ کبھی زمانے کی
میں خوابِ وصل کی تمہید بھی اٹھاؤں گا
وہ انتہا تو کرے ہجر کے فسانے کی
مرے قبیلے کے لوگو گواہ رہنا تم
نہیں کی بات کبھی میں نے سر جھکانے کی
بیان اپنے ضمیر و قلم کے بھی سن لیں
بہت ہے جلدی جنہیں فیصلے سنانے کی
زمیں کو اس لئے رکھا ہے اُس نے زیر فلک
اسے مجال کبھی ہو نہ سر اُٹھانے کی
جمیلؔ اُن کی اذیّت پسند آنکھوں پر
کھلے گی رمز کہاں میرے مسکرانے کی

(جمیل الرحمن۔ہالینڈ)

اے شاہ مکی ومدنی ، سید الوریٰ تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا
تیرا غلام در ہوں ، ترا ہی اسیرعشق تو میرا بھی حبیب ہے ، محبوب کبریا
اے میرے والے مصطفیٰ، اے سید الوریٰؐ اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا
(کلام طاہر)

احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا

(افتخار احمد ایاز)

سورۃ الفتح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ محمد ﷺ اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہاء رحم کرنے والے۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تا کہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے اُن سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ (سورۃ الفتح آیت ۳۰)

سورۃ فتح میں مسلمانوں کو ایک فتح مبین کی خبر دی گئی تھی جو مکہ کی عظیم الشان فتح کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اس آیت میں حضرت محمد ﷺ اور آپ کی جماعت کی پاکیزہ اقدار اور اعلیٰ کردار کا ذکر ہے۔ جس کی قسمت میں ازل سے فتح اور غلبہ مقدر ہے اور وہ اقدار صبر و استقامت، اخوت و یگانگت طاعت و عبادت اور رضائے الٰہی کی اعلیٰ اقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان صفات کے حامل لوگوں کی مثال تورات میں بھی بیان ہوئی ہے اور انجیل میں بھی الٰہی جماعتوں کے آغاز کی یہ مثال ایک حقیر بیج کی طرح سمجھائی گئی ہے جو ایک کونپل کی طرح پھوٹتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ ایک تن آور درخت بن جاتا ہے جسے دیکھ کر اس کی آبیاری کرنے والی جماعت مومنین کو خوشگوار حیرت کا سامنا ہوتا ہے۔ وہاں دوسری طرف یہ غیر معمولی ترقی کفار کے جوش اور غضب کو اور بھی بھڑکا دیتی ہے۔ پس ایسی اعلیٰ کردار اور نیک صفات کی حامل جماعت سے مغفرت اور اجر عظیم ہی کا معاملہ ہوا کرتا ہے۔

قرآنی بیان کے بعد آیئے ہم انجیل میں حضرت مسیح کی بیان فرمودہ تمثیل کا مطالعہ کریں جہاں لکھا ہے:

''آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے۔ جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔''

(متی باب ۱۳۔آیت ۳۲،۳۱)

اس زمانے کے مسیح اور امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے بھی اس تمثیل کے مطابق اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں'' دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جسے مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا......۔

(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۵۰،۴۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس انجیلی تمثیل کو اپنی فتح اور سچائی کے نشان کے طور پر پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے۔ مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزاروں پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔''

(نزول المسیح صفحہ ۶)

پس آج کے موضوع سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشان کے طور پر آپ اور آپ کی جماعت کے اعلیٰ کردار اور غیر معمولی کامیابیوں کا بیان ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کی چھاپ آپ کی جماعت کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مسیح موعودؑ کو یہ اخلاق فاضلہ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد ﷺ سے گہری عقیدت و محبت کامل اطاعت کے نتیجہ میں عطا ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ سے پہلے کی پاکیزہ زندگی کو اپنی سچائی کے گواہ کے طور پر پیش کیا ہے اور مخالفین کو چیلنج کیا کہ'' کون تم میں ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین۔صفحہ ۶۲)

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر اخبار وکیل امرتسر نے آپ کے اعلیٰ کردار کی گواہی دیتے ہوئے لکھا:۔''کریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض یہ کہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمات وحمایتِ دین مسلمانان ہند میں انکو ممتاز و برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔''

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا یہی وہ شاندار پہلو ہے جس کا جماعت کے ناقدین کو بھی اعتراف ہے کہ جب مذہب روایات کا نام رہ گیا اور عوام تو کیا علماء بھی بگڑ گئے تو عین اس ضرورت کے وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا خوبصورت عملی نمانہ پیش کر کے ایک باکردار جماعت پیدا کر کے دکھا دی جو صبر و رضا، اخوت و محبت اور اطاعت و عبادت کے اعلیٰ اوصاف سے مزین ہے۔

چنانچہ مشہور نقاد علامہ نیاز فتح پوری صاحب گذشتہ صدی کے ہندوستان کی حالت زار بیان کر کے لکھتے ہیں کہ'' اسلام کی کسمپرسی انتہاء کو پہنچ گئی۔ یہی وہ وقت تھا اور یہی وہ فضا تھی ہندوستان کی جب ایک مرد باعمل سرزمین قادیان سے اٹھا اور اس نے تن تنہا تما مخالف طوفان کا مردانہ وار مقابلہ کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ خدا کا روشن کیا ہوا چراغ مدھم تو ہو سکتا ہے لیکن اسے بجھایا نہیں جا سکتا ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾۔

اس وقت مجھے اس سے بحث نہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو کس حیثیت سے پیش کیا یا یہ کہ اپنے آپ کو کیا سمجھا بلکہ صرف یہ ہے کہ کیا کیا۔ یا کیا کر دکھایا اور کیونکر ایسی مضبوط اور باعمل جماعت قائم کر سکے جس کی بے پناہ عملی قوت کا اعتراف اس کے مخالفین کو بھی ہے۔ وَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

احمدی جماعت کے قیام کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ تاہم اتنا زمانہ ضرور گزر چکا ہے کہ اگر یہ تحریک بے جان ہوتی تو دوسری جماعتوں کی طرح یہ بھی ختم ہو چکی ہوتی۔ لیکن جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تحریک ایک مختصر گاؤں سے شروع ہو کر نصف صدی کے اندر دنیا کے تمام گوشوں تک پہنچ جاتی ہے تو ہم کو اس کی استقامتِ عزم کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور یہ استقامت کسی جماعت میں اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب اس کا بانی و مؤسس خود بڑا مخلص انسان ہو۔

(الفضل ۲ / اکتوبر ۱۹۶۳ء)

اگر جماعت احمدیہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا نہ ہوتا بلکہ کسی انسان کے ہاتھ کا کرشمہ ہوتا تو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے ساتھ ہی یہ سلسلہ نابود ہو جانا چاہئے تھا۔ جیسا کہ اخبار وفادار نے آپ کی وفات پر بجا طور سے لکھا تھا کہ'' مرزا صاحب کے بعد اگر سلسلہ احمدیہ نابود ہو جائے گا تو سمجھو کہ مرزا جھوٹا ہے اور اگر ترقی کرے گا اور اس کے بعد اس کی جماعت یا اس کا کوئی جانشین اس کے عشق میں ترقی دینے میں کامیاب ہوا تو سمجھ لینا کہ مرزا سچا اور وہ الہام باری سے مستفیض ہوا۔ اور اگر اس کی جماعت یا جانشین مٹتے چلے گئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی مذہبی رخنہ اندازی کبھی پسند نہیں۔'' (وفادار لاہور ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء)

بلاشبہ ناپاک درخت کا یہی انجام ہوا کرتا ہے کہ وہ زمین سے اکھیڑا جاتا ہے اور قائم نہیں رہ سکتا جبکہ پاک درخت ہر زمانہ میں خدا کے حکم سے پھل دیتا چلا جاتا ہے۔ اس قرآنی اصول کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بھی خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ پودا الٰہی سنّت کے مطابق اور زیادہ پھلتا پھولتا اور بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ اس کے اکھیڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا اور اس کے نابود ہونے کی امیدیں کی گئیں اور کہا گیا کہ اب تو ایک مولوی آپ کا جانشین ہو گیا ہے اس لئے یہ سلسلہ زیادہ دیر نہیں چلے گا۔ مگر خلافت اولیٰ کے اس مبارک دور میں خلافت احمدیہ کو جو استحکام ملا اس سے یہ پودا نہ صرف اپنے سہارے پر قوت و مضبوطی سے کھڑا ہو گیا بلکہ اسی زمانہ میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کے ذریعہ انگلستان تک اس کی جڑیں پھیل گئیں۔

پھر خلافت ثانیہ کے دور میں جماعت کے ایک حصہ کے الگ ہو جانے کے باوجود یہ سلسلہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھتا رہا اس کے علاوہ بھی کئی اور فتنے اور ابتلاء آتے رہے۔ کبھی مستریوں کا فتنہ کھڑا ہوا تو کبھی احرار کی تحریک احمدیت کو مٹانے کے لئے سرگرم عمل ہوئی۔ احرار کی ان فتنہ انگیزیوں کے جواب میں جماعت احمدیہ کے دوسرے اولوالعزم خلیفہ نے اس وقت خدا سے علم پا کر یہ اعلان کیا کہ میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ پھر چند دنوں کے اندر احمدیوں نے حالات کو یوں پلٹا کھاتے دیکھا کہ ؎

لوٹنے نکلے تھے جو امن وسکونِ بے کساں
خود انہیں کے لٹ گئے حسن و شباب زندگی

یہی وہ زمانہ تھا جس میں سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کو جاری کیا۔ جو ساری دنیا میں خدا کے لگائے ہوئے اس پودے کے پھلنے پھولنے کا ذریعہ بن گئی۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ تحریک جدید کی انہی کامیابیوں کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ ''میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت میں نے یہ تحریک کی وہ میری زندگی کی بہترین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی تھی۔ جبکہ مجھے اس عظیم الشان کام کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔'' (الفضل ۸ فروری ۱۹۳۶ء)

پس آج تک ہم دیکھتے چلے آئے ہیں کہ مخالفین کی یہ حسرت کبھی پوری نہ ہو سکی کہ احمدیت کا درخت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نابود ہو جائے گا بلکہ خلافت ثانیہ کے ابتدائی دور میں ہی خدا کے ہاتھ سے لگائے ہوئے اس پودے کے پھیلاؤ اور مضبوطی کا یہ عالم ہوا کہ دشمن کو بھی اس کے تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ چنانچہ مشہور معاند احمدیت مولوی ظفر علی خان صاحب نے ۱۹۳۲ء میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں یہ الفاظ لکھ کر مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر ثبت کر دی کہ ''یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے اس کی شاخیں ایک طرف چین اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں۔'' (اخبار زمیندار۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

قرآن کریم نے شجرہ طیبہ کی یہی علامت بیان فرمائی ہے کہ اس کی شاخیں بلندی کی طرف پھیلتی جاتی ہیں تو اس کی جڑیں زمین میں ایسی مضبوط ہوتی ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے اکھیڑ نہیں سکتی۔ مگر ساتھ ہی قرآن شریف میں یہ حقیقت بھی بیان کی گئی ہے کہ جب الٰہی جماعتیں ایک تناور درخت کی صورت اختیار کرتی ہیں تو انکے نابود کرنے کے لئے مخالفین کا غیظ و غضب بھی پورے جوش میں آ جاتا ہے اور وہ اپنے ہتھیار اور کلہاڑے لے کر اس درخت کو کاٹنے کے لئے دوڑتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کل جس کونپل کو نہ اکھیڑ سکے آج اس مضبوط تنے کو کیسے کوئی گزند پہنچا سکیں گے۔ یہی مخالف حملہ آور جب اس خدائی درخت کی طرف آگے بڑھتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں خدا کا فرستادہ اس درخت کا محافظ بن کر کھڑا یہ اعلان کر رہا ہے۔ ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

یعنی اے وہ شخص! جو سینکڑوں کلہاڑے لے کر مجھے کاٹنے کے لئے دوڑے چلے آتے ہو میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ میرے باغبان سے ڈر جاؤ کہ میں اس کے درخت کی ایک پھلدار شاخ ہوں۔ یعنی وہ کبھی تمہیں یہ شاخ کاٹنے نہیں دے گا پس یہ جرأت نہ کرنا

ورنہ خود کاٹے جاؤ گے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ہم نے بار بار ایسے ایمان افروز نظارے دیکھے ہیں کہ خدا کے ہاتھ سے لگائے ہوئے اس پودے کی طرف اٹھنے والا ہر ہاتھ شل کر دیا گیا اور اس کے خلاف اٹھنے والی بدنظریں اندھی کر دی گئیں اور مخالف زبانیں ہمیشہ کے لئے گنگ ہو گئیں ۔ ۱۹۵۳ء کا پر آشوب زمانہ بھی آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے جبکہ حکومت پنجاب کی سرپرستی میں احمدیوں کے گھر جلائے جا رہے تھے ۔تو عین اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ آواز احمدیوں کے ایمانوں کی تازگی اور ثبات قدم کا موجب بن رہی تھی۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔

’’انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر انشاء اللہ وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔وہ میرے پاس ہے۔وہ مجھ میں ہے۔خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سارے دور ہو جائیں گے۔

(ہفت روزہ فاروق ۴ مارچ ۱۹۵۳ء)

اور پھر ہم نے بچشم خود دیکھا کہ وہ خدا اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے خلیفہ اور اپنی جماعت کی مدد کے لئے واقعی دوڑا چلا آیا اور جماعت نہ صرف کسی دائمی نقصان سے محفوظ رہی بلکہ اس ابتلاء سے اور بھی زیادہ سرخرو ہو کر باہر نکلی ۔ابتلاء اور نصرت الٰہی کے حوالے سے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تو جماعت احمدیہ کو آئندہ کے لئے بھی یہ خوشخبری دے دی تھی کہ میں ایسے شخص کو جس کو خدا خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا......تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔‘‘ (خلافت حقه اسلامیه ۱۸)

خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ خدا کے خلیفہ کے منہ سے نکلی ہوئی یہ بات بھی ہم نے پوری ہوتی دیکھی ۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء میں خلیفہ ثالثؒ کے دور خلافت میں جماعت پر آنے والا ابتلاء اگرچہ ۱۹۵۳ء کی صوبائی حکومت کے پیدا کردہ ابتلاء سے زیادہ ہولناک تھا کیونکہ پاکستان کی مرکزی حکومت کا وہ طاقتور سربراہ جس کی دانست میں اس کی کرسی بہت مضبوط تھی ۔اور جو اپنی طاقت کے بل بوتے پر احمدیوں کے ہاتھوں میں کشکول پکڑانے کا دعویٰ کر رہا تھا ۔اس نے ان بد ارادوں کی تکمیل کے لئے پوری حکومتی مشینری جماعت کے خلاف لگا دی اور نہ صرف احمدیوں کی دکانیں جلا دی گئیں اور گھر لوٹے گئے بلکہ انکا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔احمدی مرد عورتیں اور معصوم دودھ پیتے بچوں کو خوراک تو کیا پانی تک سے محروم کر دیا گیا۔مگر انہوں نے کمال صبر اور ثبات کا نمونہ دکھایا۔احمدیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ۔جسکی ایک مثال جون ۱۹۷۴ء کا وہ خون آلود دن ہے جس دن گوجرانوالہ میں چودہ (۱۴) احمدی شہید کر دئے گئے ۔ان میں مکرم محمد افضل صاحب کھوکھر اور ان کے بیٹے اشرف صاحب بھی تھے ۔ظالموں نے باپ کے سامنے چھرے مار کر دردناک طریق سے بیٹے کو شہید کیا پھر باپ سے کہا کہ اب بھی موقع ہے کہ احمدیت سے انکار کرو اور مرزا صاحب کو گندی گالیاں دو۔مگر آفرین ہے افضل شہید پر جس نے کہا کہ کیا تم مجھے اپنے بیٹے سے بھی کمزور ایمان والا سمجھتے ہو۔جس نے میرے سامنے سسکتے ہوئے جان دی ہے ۔ظلم استبداد کی حد یہ تھی کہ اشرف شہید نے زخمی حالت میں جب پانی مانگا تو ظالموں نے اسکا منہ ریت سے بھر دیا۔اس نظارہ کو اس کے باپ افضل کھوکھر نے بھی دیکھا تھا اس لئے اس نے انہیں للکار کر کہا کہ بے شک اس سے بھی بدتر سلوک مجھ سے کر لو میں اپنے ایمان کو متزلزل نہ ہونے دوں گا۔چنانچہ ان کو بھی دردناک طریق پر شہید کر دیا گیا۔ انہی شہداء میں محمود احمد اور ان کے بہنوئی سعید احمد بھی تھے جنہیں ڈنڈے اور پتھر مار مار کر شہید کر دیا گیا تھا اور ان کی بیویوں اور ماؤں کو آخری دیدار کی اجازت بھی نہ دی گئی۔

آفرین ہے احمدیت کے ان سپوتوں پر بھی جنہوں نے صدق کے کمال نمونے دکھائے اور آفرین ہے ان ماؤں اور بیٹوں پر بھی جنہوں نے تاریخ میں صبر و استقامت کے نئے باب رقم کئے۔

احمدیوں پر یہ تمام مظالم روا رکھ کر بھی پاکستان کے حکام کے دل اس وقت تک ٹھنڈے نہ ہوئے جب تک قومی اسمبلی سے انہیں قرآن کریم کے احکام کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے غیر مسلم نہ قرار دلوا دیا ۔پھر کیا تھا اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان کو اسلامی اتحاد اور اسلام کا سب سے بڑا خادم قرار دے کر ملک بھر کے علماء نے اپیل کی کہ ۱۳ ستمبر کا جمعہ وزیر اعظم بھٹو کی درازی عمر کے لئے یوم دعا کے طور پر منایا جائے ۔چنانچہ ۷۲ مسلمان فرقوں نے احمدیت کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی خوشی میں نوے سالہ مسئلہ حل کرنے والی نام نہاد ’’خادم اسلام حکومت‘‘ کی سلامتی اور بھٹو صاحب کی درازی عمر کے لئے دعائیں کرائیں۔مگر دوسری طرف ایک اور واقعہ بھی ساتھ ساتھ رونما ہو رہا تھا ایک اور تاریخ رقم ہو رہی تھی جماعت کے خلیفہ ثالثؒ اس حکومت کو انتباہ کر رہے تھے کہ اسمبلی کا یہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلہ کے برخلاف بلکہ اس سے مذاق ہے جس میں آپ نے ایک فرقے کو ناجی اور ۷۲ فرقوں کو غیر ناجی قرار دیا تھا۔اس لئے اس فیصلہ کے بدانجام سے نہیں بچ سکو گے اور پھر آپ نے اپنی جماعت کو تسلی دی کہ خدا نے مجھے الہاماً فرمایا ہے۔وَسِّعْ مَكَانَكَ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ ۔کہ اپنے مکان آنے والوں کے لئے وسیع کرو۔استھزاء کرنے والوں کے لئے ہم خود کافی ہیں۔

پھر اس سال دسمبر ۷۴ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تمام احمدی حاضرین سے ہم آہنگ ہو کر یہ دعا بھی کی تھی کہ اے اللہ ہم پر ایسے لوگ مسلط نہ کر جو ہم پر رحم کرنے والے نہ ہوں۔ یہ کتنا عجیب منظر ہے کہ ایک طرف پاکستان کی مسلم اکثریت ،اور ان کے جبہ پوش علماء کی دعائیں ہیں دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعا پر مظلوم احمدیوں کی آمین ہے۔پھر دیکھو مظلوموں کی یہ آہیں کیسے بے حجابانہ عرش پر پہنچیں کہ تین سال کے قلیل عرصہ میں احمدیوں کو کشکول پکڑانے والا خود کشکول لے کر عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہو کر اپنی جان کی بھیک مانگ رہا تھا۔کئی طاقتور حکومتوں نے سفارشیں کیں عوام نے شور مچایا کہ ۵۲ سال کی عمر میں اسے پھانسی دینے سے احمدیوں کی سچائی ثابت ہوتی ہے مگر جو ہونا تھا ہو کر رہا اور ۷۴ کے فیصلہ کو تین سال نہ گزرے تھے کہ بھٹو اپنی جان کی بھیک مانگتے ہوئے پھانسی چڑھ گیا۔بعد میں کسی نے بھٹو کی پھانسی کا حکم سنانے والے چیف جسٹس مولوی مشتاق حسین سے پوچھا کہ بھٹو کو پھانسی لگانے کا سامان اس کے وکیلوں اور مشیروں نے کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ سب سے بڑی منصف خدا کی ذات ہے۔بھٹو کا فیصلہ آسمانوں پر لکھا جا چکا تھا۔

اور یہی سچ تھا کہ ۷۴ء کے بعد تین سال کے قلیل عرصہ میں احمدیوں کو اتنا بڑا نشان دکھا کر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کے ایمانوں کی مضبوطی کے سامان فرمائے بلکہ اہل پاکستان کے لئے اس واقعہ کو درس عبرت بنا دیا۔مگر افسوس کہ اس قوم نے اس سے بھی عبرت نہ پکڑی اور بعد میں آنے والے ایک اور آمر اور فوجی ڈکٹیٹر نے اپنی حکومت کو سہارا اور طول دینے کے لئے احمدیت کا نام استعمال کیا اور تکبرانہ لہجے میں احمدیت کو موذی کینسر قرار دیتے ہوئے اسے جڑوں سے اکھیڑنے کا اعلان کیا اور اپنی طرف سے پہلے سے کہیں بڑھ کر ایسے مضبوط منصوبے تیار کرنا شروع کئے جس سے احمدیوں کو اس نظام خلافت سے جدا کر دیا جائے۔جس کے اندر ان کی جان ہے۔

یہ سب کچھ نتیجہ تھا جماعت احمدیہ کے خلاف ایک عالمگیر سازش کا اور اب بھی اسی خدائے غیور نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے اس پودے کی حفاظت کرنی تھی ۔چنانچہ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب شیر خدا بن کر میدان میں اترے ۔انہوں نے جب پاکستان کے اس آمر اور معاندین احمدیت آئمہ کی ملی بھگت سے تیار شدہ منصوبوں کو دیکھا ۔تو اپنی دوربین نگاہ سے پیش آمدہ حالات کو بھانپتے ہوئے ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جہاں جماعت کو دعاؤں کے لئے تیار کیا وہاں آمریت کو بھی متنبہ کرتے ہوئے فرمایا۔

تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی جس نے توڑا تھا سر کبر نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی
ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

چنانچہ ۱۹۸۴ء میں جب وہ حالات پیدا ہو گئے تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں بحفاظت انگلستان پہنچا دیا۔ہجرت کے اس زمانہ میں جو نہ صرف آپ کے لئے بلکہ اہل پاکستان کے لئے بھی ایک مشکل دور تھا۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے زندہ خدا پر اپنے اور اپنی جماعت کے ایمان کا جو اظہار فرمایا اسے خدا نے لفظاً لفظاً پورا کر دکھایا۔آپ نے اس دور کے پاکستانی ڈکٹیٹر کا مخاطب کر کے فرمایا کہ۔

’’جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے۔لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ۔خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام و نشان مٹا دیئے جائیں گے اور دنیا تمہیں ہمیشہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی۔‘‘

(خطبه جمعه ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء)

لیکن اس وارننگ کے باوجود فوجی ڈکٹیٹر اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور احمدیوں پر ظلم کی انتہا کر دی تو شیر خدا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۰ جون کو تمام مکذّبین اور معاندین کو بالعموم اور جنرل ضیاء الحق کو بالخصوص مباہلہ کا چیلنج دیا۔جس سے اس جنرل نے پہلو تہی کی ۔اس پر حضور نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ اگر وہ احمدیوں کے خلاف مظالم سے باز نہ آئے تو عملاً یہی بات مباہلہ قبول کرنے کے مترادف ہو گی اور وہ بدانجام سے نہیں بچ سکے گا۔

۱۷ ؍اگست ۱۹۸۸ء کو مباہلے کا یہ شکار جنرل ضیاء الحق اپنے لاؤ لشکر سمیت جس طرح فضا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زندہ آگ میں جل کر راکھ ہوا اور کوئی طاقت اسے بچا نہ سکی ،یہ وہ نشان تھا جس سے خدا کی وہ تقدیر کھل کر سامنے آ گئی جس کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پیش از وقت فرما دیا تھا۔دیکھا جائے تو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں قدم قدم پر نصرت الٰہی اور تائید ایزدی کے یہ نشان اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ جماعت احمدیہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہو پودا ہے ۔جس کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے اور حفاظت بھی فرماتا ہے اور حفاظت فرماتا چلا جائے گا۔

اس ناقابل تردید حقیقت کا ادراک جماعت

باقی صفحه نمبر ۹ پر ملاحظه فرمائیں

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters &

Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 **Fax: 020 8672 0486.**

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

خطبہ جمعہ

دعوت الی اللہ کا کام ایک مستقل کام ھے

ہر احمدی اپنے لئے فرض کرلے کہ اس نے سال میں کم ازکم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لئے وقف کرنا ہے

(قرآن مجید ،احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے
تبلیغ و دعوت الی اللہ کی طرف پوری سنجیدگی سے خصوصی توجہ دینے کی تاکید اور نہایت اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۴؍جون ۲۰۰۴ء بمطابق ۴؍احسان ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام نن سپیٹ ۔ ہالینڈ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾

(سورة حٰم سجدہ:۳۴)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جو بات پسند ہے وہ یہ ہے کہ اس کی مخلوق شیطان کے چنگل سے نکل کر اس کی عبادت بجالانے والی ہو۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کھلی چھٹی دے دی، ٹھیک ہے تم میرے بندوں کو ورغلانے کی کوشش کرنا چاہتے ہو تو کرتے رہو، ان کو نیکی کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرنا چاہتے ہو تو کرتے رہو لیکن ساتھ یہ فرمادیا کہ میرے بندے جو نیکی پر قائم رہیں گے ان کو نیکی پر قائم رکھنے کے لئے میرے انبیاء دنیا میں آتے رہیں گے اور ان کے ماننے والوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو میری عبادت بجالانے والے اور میری طرف جھکنے والے اور مخلوق کو میری طرف لانے کا فریضہ انجام دینے والے ہوں گے۔ اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں نیکیوں پر قائم رہنے والے جو فلاح پانے والے ہوں گے۔ اور یہی لوگ ہیں جو میری ابدی جنتوں کے وارث ہوں گے جو لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنے والے ہوں گے اور عبادات بجالانے والے ہوں گے۔ جس طرح کہ میں نے کہا اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں گے اور اس درد کے ساتھ نیکیوں کی تلقین کرنے والے اور نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں گے کہ اے شیطان! تو ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ لیکن کیونکہ زبردستی کوئی نہیں ہے اس لئے ایسے بھی لوگ ہوں گے جو شیطان کے بہکاوے میں آجائیں گے، شیطان کی پیروی کر رہے ہوں گے۔ اور یہ لوگ نور کو چھوڑ کر ظلمات کی طرف جانے والے ہوں گے۔ ان کا ٹھکانہ پھر آگ ہوگا۔ اور فرمایا کہ میں انہیں ضرور آگ میں ڈالوں گا۔

تو یہ دو قسم کے گروہ ہیں ایک اللہ کی عبادت کرنے والے اور ایک شیطان کے بہکاوے میں آنے والے۔ اور اللہ کی عبادت کرنے والے وہ ہیں جو درد کے ساتھ لوگوں کو بھی اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر یہ انعام اور احسان بھی فرمایا ہے کہ اس نے ہمیں اس گروہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی جو تمام انبیاء پر یقین رکھنے والا اور ان پر ایمان لانے والا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل فرمایا اور پھر یہ بھی انعام فرمایا کہ اس ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور عاشق کامل علیہ السلام کی جماعت میں بھی شامل فرمادیا اور اس لحاظ سے ہم اپنے آپ کو جتنا بھی خوش قسمت سمجھیں کم ہے اور اس احسان پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ لیکن واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہم پر ایک ذمہ داری بھی ڈالتا ہے کہ جس قیمتی خزانے کو تم نے حاصل کیا ہے، جس لعل بے بہا کو تم نے پالیا ہے اس کو اپنے تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ اس خزانے کو اور ان خزائن کو جو ہزاروں سال سے مدفون تھے، ان خزانوں کو جن کو حاصل کرنے کے بعد انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے، دوسروں تک بھی پہنچائیں، انہیں بھی شیطان کے چنگل سے آزاد کروائیں، اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بنائیں۔ اور اس حدیث پر عمل کرنے والے ہوں کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ ان کو بھی اس میں سے حصہ دو، اس خزانے کو، اس گہر نایاب کو دبا کر ہی نہ بیٹھ جاؤ بلکہ اس کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچاؤ۔ مسلمانوں کو بھی پہنچاؤ کہ وہ بھولے بیٹھے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ کب کوئی مہدی اور مسیح آتا ہے اور ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اسی انتظار میں وہ دجال کے دجل کے نیچے دبتے چلے جارہے ہیں اور نقصان اٹھاتے چلے جارہے ہیں۔ ہر طرف سے ان پر سختیاں ہیں۔ کچھ ان کو سمجھ نہیں آرہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ مسلمان اپنے ملکوں میں بھی آزادی سے سانس لینے کے حقدار نہیں ہیں۔ اپنے ملکوں میں بھی وہ وہی کچھ کرنے پر مجبور ہیں جو دجال ان سے کروانا چاہتا ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے کہا یہ مسلمان خودغرض ملاؤں اور دجالی قوتوں کے پنجے میں پھنس کے ظلم کی چکی میں اس طرح پس رہے ہیں کہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور ان ہوس پرست مُلّاؤں نے انہیں دین سے بھی دور کر دیا ہے اور مسلمان کہلانے کے باوجود خدا تعالیٰ کی تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی دور جاچکے ہیں۔ لیکن ایک احمدی کو کیونکہ عمومی طور پر انسانیت سے ہمدردی بھی ہے اور پھر مسلمانوں سے تو خصوصی طور سے ہمدردی ہونی چاہئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ ہم پر فرض بنتا ہے کہ ان کو ان اندھیروں سے نکالیں، ان تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں کہ مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ تو فلاح پاؤ گے۔

اسی طرح عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں کو بھی اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ ایک درد کے ساتھ ان کے لئے دعائیں کریں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بنائیں۔ دنیا میں تیزی سے تباہی آرہی ہے اور بڑی تیزی سے تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے۔ اس کی نزاکت کے پیش نظر ہمیں اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی نظروں میں بہترین ٹھہر سکتے ہیں، تبھی ہم خیر امت ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

اپنی امت کے کسی شخص کے ذریعے کسی دوسرے شخص کے ہدایت پاجانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔ حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ بخدا تیرے ذریعے ایک آدمی کا ہدایت پاجانا، تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب الفضائل ۔باب فضائل علی بن ابی طالب)

سرخ اونٹ اس زمانے میں بڑی قدر و قیمت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ جس طرح اس زمانے میں بڑی بڑی کاریں ہیں یا شاید اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ اس زمانے میں سفر کا ذریعہ خاص طور پر ریگستان میں، اور وہ ریگستانی علاقہ ہی تھا اونٹ ہی ہوتا تھا۔ تو فرمایا کہ دنیاوی لحاظ سے جو ایک اعلیٰ معیار ہے کسی انعام کا اس سے بڑھ کر کسی کی ہدایت کا باعث بن کر کسی کو سیدھے راستے پر لاکر تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی برکتوں کے مورد ہوگے۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے کا دنیاوی نظر سے بھی کوئی مقابلہ نہیں ہے، کوئی موازنہ نہیں ہے۔ انسان کی سوچ سے ہی باہر ہے، اس لئے اس طرف بہت توجہ کریں۔ آپ لوگ جو ان ملکوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں بھی فرض بنتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کو پہنچائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے

جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کرکے تبلیغ کریں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کردیں خواہ مارے ہی جاویں۔

(ملفوظات جلد دوم۔صفحہ ۲۱۹ جدید ایڈیشن)

دیکھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت میں یہ پیغام پہنچانے کا کس قدر جوش پایا جاتا ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی ترجیحات کو بدلنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے معاملہ میں سنجیدہ ہونا چاہئے۔ تبھی ہم آپؑ کی بیعت میں شامل ہونے کے دعوے میں سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔

آج جہاد کے لئے ہمیں تلوار چلانے کے لئے نہیں بلایا جا رہا۔ آج ہمیں تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہو کر اسلام کا دفاع کرنے کے لئے نہیں کہا جا رہا۔ آج ہمیں توپ کے گولوں کے آگے کھڑے ہونے کے لئے نہیں کہا جا رہا۔ آج ہم سے جو مطالبہ کیا جا رہا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اپنے مالوں کو بھی دین کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے وقت کو بھی دین کی راہ میں خرچ کرو۔ آج ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حسین تعلیم کے وہ بے بہا خزانے دے دیئے ہیں جن کی مدد سے ہم دلائل کے ذریعہ سے دشمن کا منہ بند کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ان دلائل کے سامنے آج نہ کوئی عیسائی ٹھہر سکتا ہے نہ یہودی، نہ ہندو اور نہ کوئی اور۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ان دلائل کے ذریعے سے ہی ہم معصوم مسلمان امت کو بھی مفاد پرست اور خود غرض اور نام نہاد علماء کے چنگل سے آزاد کروا سکتے ہیں جن کا کام صرف فتنہ پیدا کرنا اور فساد پیدا کرنا ہے۔ اور اب تو ان کے اپنے اخبار یہ کہہ رہے ہیں، سب کچھ لکھ رہے ہیں، روزانہ کے اخبار ان باتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اور اللہ کے نام پر مُلّاں کا فساد زبان زدِ عام ہو چکا ہے خواہ پاکستان ہو یا بنگلہ دیش ہو یا ہندوستان ہو یا اور کوئی اسلامی ملک ہو، ہر جگہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم سے دور ہٹایا جا رہا ہے اور مفاد پرست فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اب گزشتہ کچھ عرصہ سے بنگلہ دیش میں بھی ایک بڑا فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ لیکن بنگلہ دیش کے عوام میں اس وقت باقی ملکوں کی نسبت سب سے زیادہ شرافت نظر آتی ہے اور اسی طرح اخبارات میں بھی کہ وہ مُلّاں کے خدا کے نام پر اس فساد کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے اور اگلا جرأتمندانہ قدم بھی اٹھانے کی توفیق دے اور ان کو اس قابل بنائے کہ اس زمانے کے امام کو بھی پہچان سکیں۔

اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی طرف بلانے کے لئے راستے بھی آسان کر دیئے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ذریعہ اور وسیلہ بھی مہیا کر دیا ہے۔ آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے 24 گھنٹے یہی کام ہو رہا ہے، 24 گھنٹے اس کام کے لئے وقف ہیں۔ پس اگر اپنے علم میں کمی بھی ہو تو اس کے ذریعہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ضرورت توجہ کی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ پس ہمیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وسائل بھی میسر ہیں۔ اس لئے درخواست ہے کہ توجہ کریں۔ دنیا میں ہر احمدی اپنے لئے فرض کر لے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لئے وقف کرنا ہے۔ یہ میں ایک یا دو دفعہ کم از کم اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب ایک رابطہ ہوتا ہے تو دوبارہ اس کا رابطہ ہونا چاہئے اور پھر نئے میدان بھی مل جاتے ہیں۔ اس لئے اس بارے میں پوری سنجیدگی کے ساتھ تمام طاقتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہر ایک کو پیش کرنا چاہئے۔ چاہے وہ ہالینڈ کا احمدی ہو یا جرمنی کا ہو۔ یا بیلجئم کا ہو یا فرانس کا ہو یا یورپ کے کسی بھی ملک کا ہو یا دنیا کے کسی بھی ملک کا ہو چاہے گھانا کا ہو افریقہ میں یا بورکینا فاسو کا ہو، کینیڈا کا ہو یا امریکہ کا ہو یا ایشیائی کسی ملک کا ہو، ہر ایک کو اب اس بارے میں سنجیدہ ہو جانا چاہئے اگر دنیا کو تباہی سے بچانا ہے۔ ہر ایک کو ذوق اور شوق کے ساتھ اس پیغام کو پہنچائیں، اپنے ہم وطنوں کو اپنے اس پیغام کو پہنچائیں، اور جیسا کہ میں نے کہا دنیا کو تباہی سے بچائیں کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے بغیر کوئی قوم بھی محفوظ نہیں۔ اس لئے اب ان کو بچانے کے لئے داعیان الی اللہ کی مخصوص تعداد یا مخصوص ٹارگٹ حاصل کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یا اسی پہ گزارا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اب تو جماعتوں کو ایسا پلان کرنا چاہئے، جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہر شخص، ہر احمدی اس پیغام کو پہنچانے میں مصروف ہو جائے۔ اور آپ لوگ جہاں اس کام سے دنیا کو فائدہ پہنچا رہے ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر کر رہے ہوں گے وہاں آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔ اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچا رہے ہوں گے اور ثواب بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی برائی اور گمراہی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اس قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر اس برائی کرنے والے کو ہوتا ہے۔ (مسلم کتاب العلم۔باب من سن حسنۃ او سیئۃ)۔ تو دیکھیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کس طرح اپنے بندوں کو اپنی طرف بلانے والوں کو ثواب پہنچا رہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ” انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے، خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکہ نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا۔

پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے، یہ یونہی چلی جاتی ہے۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۶۳۔جدید ایڈیشن)

پس اگر اپنی عمروں میں برکت ڈالنی ہے، اللہ کے فضلوں کا وارث بننا ہے تو دنیا کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام پہنچا دیں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ” اے تمام لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور تمام وہ انسانی روحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔“ (تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۱)

اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک سچی تڑپ کے ساتھ نوع انسانی کی سچی ہمدردی اور امت محمدیہ کے ساتھ محبت کے جذبے کے تحت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ پیغام دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے والا ہو اور ہم اُسے پہنچاتے چلے جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آج کل، جیسا کہ پہلے میں نے کہا، ایم ٹی اے کا بھی ایک ذریعہ نکال دیا ہے، اپنے دوستوں کو اس سے متعارف بھی کرانا چاہئے۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ پیغام پہنچانے کے، تبلیغ کرنے کے بھی کوئی طریقے، سلیقے ہوتے ہیں۔ اس سچی تڑپ اور جوش اور جذبے کے ساتھ حکمت اور دانائی کا پہلو بھی مدنظر رہنا چاہئے۔ حکمت کے ساتھ اس پیغام کو پہنچانا چاہئے تا کہ دنیا پر اثر بھی ہو اور جس نیت سے ہم پیغام پہنچا رہے ہیں وہ مقصد بھی حاصل ہو، نہ کہ دنیا میں فساد پیدا ہو۔ اس لئے اس قرآنی آیت کو اس معاملے میں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

فرمایا: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ (النحل:۱۲۶)۔ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے، جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

پس جو مختلف ذرائع ہیں ان کو استعمال کریں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ لیکن مختلف لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں ان طبائع کے مطابق ان کو نصیحت ہونی چاہئے، ان کو تبلیغ ہونی چاہئے۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے جہاں فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو دعائیں کرتے ہوئے کیونکہ اصل چیز تو دعا ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتی ہے تو اللہ سے دعائیں کرتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے ایسی جگہوں سے پھر بچنا چاہئے، اٹھ جانا چاہئے عارضی طور پر۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ ان لوگوں کے لئے دعائیں کرنی بند کر دیں بلکہ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ” جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرائے میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ﴿يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ﴾“ (البقرۃ:۲۷۰)۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۸)

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حکمت بھی اسے میسر آتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے اس لئے داعی الی اللہ کو ایک تبلیغ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے آگے بہت جھکنے والا اور اس سے ہر وقت مدد مانگنے والا ہونا چاہئے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کو بلا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے واسطے سے ہی سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے دعوت الی اللہ کرنے سے پہلے بھی دعائیں کریں۔ اس دوران میں بھی دعائیں کریں اور ہمیشہ بعد میں بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہی جھکتے رہنا

چاہئے۔اوراس سے حکمت ودانائی اوراس کا فضل ہمیشہ طلب کرتے رہنا چاہئے۔اور جب اس طرح کام کو شروع کریں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ بے انتہا برکت پڑے گی۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجادلۂ حسنہ کا مطلب کیا ہے۔فرمایا: اس کا مطلب مداہنت نہیں ہے۔یعنی خوشامدانہ طور پر بزدلی سے بات چھپائی جائے یہ نہیں ہے۔ بلکہ حکمت جرأت کے ساتھ بھی ہونی چاہئے۔فرمایا کہ: آیت ﴿جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَن﴾ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مداہنہ کر کے خلاف واقعہ بات کی تصدیق کر لیں۔کیا ہم ایسے شخص کو جو خدائی کا دعویٰ کرے اور ہمارے رسول کو پیشگوئی کے طور پر کذّاب قرار دے (نعوذ باللہ) اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو رکھے (نعوذ باللہ)۔راست باز کہہ سکتے ہیں؟ فرمایا ’’کیا ایسا کرنا مجادلۂ حسنہ ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ منافقانہ سیرت اور بے ایمانی کا شعبہ ہے۔‘‘(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۵ حاشیہ)

بعض لوگ بعض دفعہ ماحول کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہر بات میں ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ وقت کا تقاضا تھا، ہم سمجھتے تھے کہ اس وقت ہاں میں ہاں ملانے سے ان لوگوں کے ہمارے ساتھ ملنے کے امکانات زیادہ ہیں تو یہ غلط طریق ہے۔ یہ بزدلی ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی کمی ہے۔اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ دلوں کو تو میں نے بدلنا ہے۔تمہارا کام صرف پیغام پہنچانا ہے۔اس لئے ایسے موقعوں پر بھی جرأت کا اظہار کرتے ہوئے کہ یہ غلط باتیں ہیں وہاں سے اٹھ جانا چاہئے۔اور ان لوگوں کا معاملہ پھر خدا پہ چھوڑنا چاہئے۔حضرت علیؓ کا قول ہے آپ نے فرمایا دلوں کی کچھ خواہشیں اور میلان ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کسی وقت بات سننے کے لئے تیار رہتے ہیں اور کسی وقت اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔اس لئے لوگوں کے دلوں میں ان میلانات کے تحت داخل ہو کر اسی وقت اپنی بات کہا کرو جب کہ وہ سننے کے لئے تیار ہوں۔اس لئے کہ دل کا حال یہ ہے کہ جب اس کو کسی بات پر مجبور کیا جائے تو اندھا ہو جاتا ہے یعنی بعض دفعہ لوگ بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔تو اس قول پر عمل کرنے کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس سے بھی آپ کا رابطہ ہو رہا ہے جس کو بھی آپ نے تبلیغ کرنی ہے اس سے ذاتی تعلق ہو اور پھر یہ ذاتی تعلق اور ذاتی رابطہ مستقل رابطے کی شکل میں قائم رہنا چاہئے۔اور موقع کے لحاظ سے موقع پا کر کبھی کبھی بات چھیڑ دینی چاہئے جس سے اندازہ ہو کہ یہ لوگوں پر اثر کرے گی۔بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے یا تو بزدلی دکھادی یا پھر جوش میں پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں اور موقع و محل کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ اس سے جو تھوڑا بہت تعلق پیدا ہوا ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔اور جس کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں اس کو بالکل ہی پرے دھکیل دیتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ بعض طبیعتیں ہوتی ہیں جن کا ذاتی میلان یا رجحان ہی دین کی طرف نہیں ہوتا۔ان کو اگر شروع میں ہی تبلیغ شروع کر دی جائے تو ان کا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں وہ تو لامذہب لوگ ہیں، وہ تو بعض خدا پر بھی یقین کرنے والے نہیں ہوتے۔اپنے مذہب سے جو ان کا بنیادی مذہب ہے اس سے بھی دور ہٹے ہوئے ہوتے ہیں اور مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی تو وہ ہماری بات کیسے سنیں گے۔ پہلے تو بات یہ ہے کہ ان کو مذہب پر یقین پیدا کروانا ہوگا، پہلے ان کو خدا کی پہچان کروانی ہوگی۔ جب اس طرز پر باتیں ہوں گی تو نہ صرف ایک شخص جس کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں اس پر اثر ہوگا بلکہ ماحول پر بھی اثر ہو رہا ہوگا۔اور ماحول میں بھی یہ اظہار ہو رہا ہوگا کہ یہ شخص خدا کا خوف رکھنے والا ہے اور خدا کی خاطر ہر کام کرنے والا ہے اور خدا کی خاطر خدا کی طرف بلانے والا ہے۔اس میں ایک درد ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندے اس کے آگے جھکیں اور یہ کسی ذاتی مفاد کے لئے کام نہیں کر رہا۔اس بات سے کہ جو کچھ بھی ہے خدا تعالیٰ کی خاطر ہے اس کا ماحول پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے اور دعوت الی اللہ کے اور بھی مواقع میسر آجاتے ہیں اور اس میں مزید آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ہمارے لوگ مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں۔ان کی درشتی کا نرمی سے جواب دیں اور ملاطفت سے سلوک کریں۔چونکہ یہ خیالات مدّت مدید سے ان کے دلوں میں ہیں رفتہ رفتہ ہی دور ہوں گے۔اس لئے نرمی سے کام لیں۔ اگر وہ سخت مخالفت کریں تو اعراض کریں۔مگر اس بات کے لئے اپنے اندر قوّت جاذبہ پیدا کرو اور قوت جاذبہ اس وقت پیدا ہوگی جب تم صادق مومن بنو گے‘‘۔(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۳۲)

اپنی طرف کھینچنے کے لئے، ایک کشش پیدا کرنے کے لئے کہ لوگ آپ کی طرف کھینچے چلے آئیں فرمایا کہ سچے مومن بنو گے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیئے ہیں ان کو بجا لانے کی کوشش کرو گے تب اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال رہے گی اور لوگوں پر بھی اثر ہوگا۔اب دیکھیں کہ عیسائی پادری تبلیغ کرتے ہیں اکثر و بیشتر ایسے ہمدرد بن کے اپنی طرف مائل کر رہے ہوتے ہیں کہ لوگوں کو ان کی طرف رجحان ہو جاتا ہے۔خاص طور پر افریقہ میں بڑی ہمدردی سے لوگوں کے ساتھ پیش آرہے ہوتے ہیں۔دل میں جو مرضی ہو یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہری طور پر گاؤں میں جا کے ہمدردی کر رہے ہوتے ہیں، ان کی ضروریات کو پورا کر رہے ہوتے ہیں، ان کو پیغام پہنچا رہے ہوتے ہیں۔اور یہ سب کچھ وہ ایک جھوٹے مقصد کے لئے کر رہے ہیں جبکہ اصل سچائی ہمارے پاس ہے۔ہمیں تو اس طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے تا کہ انسانیت کو تباہی سے بچایا جا سکے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تبلیغ کے طریقے بتاتے ہوئے کہ کس طرح گفتگو کرنی چاہئے فرماتے ہیں کہ: ’’دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔عوام، متوسط درجے کے، امراء۔فرمایا کہ ’’عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں‘‘۔ان کو اتنا دین کا علم وغیرہ بھی نہیں ہوتا، سمجھ بھی نہیں ہوتی۔’’ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے اس لئے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔امراء کے لئے سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں۔اور ان کا تکبر اور تعلّی اور بھی سدّ راہ ہوتی ہے‘‘۔ایک تو ان کو اپنی دنیاوی پوزیشن کا بڑا خوف رہتا ہے۔دوسرے تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں’’اس لئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنی مختصر مگر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو۔قَلَّ وَدَلَّ۔مگر عوام کو تبلیغ کرنے کے لئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہئے۔رہے اوسط درجے کے لوگ، زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جاوے۔وہ بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کے مزاج میں وہ تعلّی اور تکبر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔اس لئے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۶۱۔۱۶۲ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نے فرمایا چاہئے کہ: ’’جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔پس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے۔ پھر کبھی اتفاق ہو تو پھر سہی۔غرض آہستہ آہستہ پیغام حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔کیونکہ آج کل خدا کی محبت اور اس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔اگر صحابہؓ اس زمانے میں ہوتے تو لوگ انہیں سودائی کہتے اور وہ انہیں کافر کہتے۔دن رات بیہودہ باتوں اور طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔ایک شخص علی گڑھی غالباً تحصیل دار تھا میں نے اس کو کچھ نصیحت کی۔وہ مجھ سے ٹھٹھا کرنے لگا۔میں نے دل میں کہا میں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے کا۔آخر باتیں کرتے کرتے اس پر وہ وقت آگیا کہ وہ یا تو مجھ پر تمسخر کر رہا تھا یا چیخیں مار مار کر رونے لگا۔بعض اوقات سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شقی ہے‘‘ یعنی ظالم ہے سنگدل ہے تو ’’یاد رکھو ہر قُفل کے لئے ایک کلید ہے‘‘۔ایک چابی ہے۔’’بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔وہ مناسب طرز ہے۔‘‘ پھر آپؑ دواؤں کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی مریض کو کوئی دوا مفید ہوتی ہے اور کسی کو کوئی تو اس لحاظ سے دوائی بھی دینی چاہئے۔پھر فرمایا ’’ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے برا کہنے کو برا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہوتے ہیں۔ بہت باتیں سن بھی نہیں سکتے۔انہیں کسی موقع پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنی چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۴۱ جدید ایڈیشن)

پھر تبلیغ کرنے والوں کے لئے ایک اور نسخہ بیان فرمایا کہ ’’اس کام کے واسطے وہ آدمی موزوں ہوں گے جو کہ مَنْ یَّتَقِ وَ یَصْبِرْ کے مصداق ہوں۔ان میں تقویٰ کی خوبی بھی ہو اور صبر بھی ہو۔پاکدامن ہوں، فسق و فجور سے بچنے والے ہوں، معاصی سے دور رہنے والے ہوں لیکن ساتھ ہی مشکلات پر صبر کرنے والے ہوں۔لوگوں کی دشنام دہی پر جوش میں نہ آئیں۔ ہر طرح کی تکلیف اور دکھ کو برداشت کر کے صبر کریں۔کوئی مارے بھی تو مقابلہ نہ کریں جس سے فتنہ و فساد ہو جائے۔دشمن جب گفتگو میں مقابلہ کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اسے جوش دلانے والے کلمات بولے جس سے فریق مخالف صبر سے باہر ہو کر اس کے ساتھ آمادہ بہ جنگ ہو جائے‘‘۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۱۸۔جدید ایڈیشن) (یعنی لڑائی کی صورت پیدا ہو جائے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں یہی مسلسل فرمایا کہ تھکنا نہیں۔دعوت الی اللہ کا کام ایک مستقل کام ہے، مستقل مزاجی سے لگے رہنے والا کام ہے اور یہ نہیں ہے کہ ایک رابطہ کیا یا سال کے آخر میں دو مہینے اپنے ٹارگٹ پورے کرنے کے لئے وقف کر دیئے۔ بلکہ سارا سال اس کام پہ لگے رہنا چاہئے اور اس طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے۔اور جس آدمی کو پکڑیں اس کا پتہ لگ جاتا ہے کس مزاج کا ہے۔جو بھی آپ کے رابطے ہوتے ہیں پھر مسلسل اس سے رابطہ ہو۔آخر ایک وقت ایسا آئے گا یا تو آپ کو اس کے بارے میں پتہ لگ جائے گا کہ اس کا دل سخت ہے اور وہ ایسی زمین ہی نہیں جس پہ کوئی چھینٹا بارش کا اثر کر

سکے، کوئی نیکی کا اثر اس پر ہو، تو اس کو تو آپ چھوڑیں۔ لیکن بہت سارے ایسے ہیں جو آپ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے اس عمل کو مسلسل جاری رہنا چاہئے اور سونہیں جانا چاہئے کہ جی کام سال کے آخر میں کر لیں گے۔

پھر جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں ان میں ایک بہت بڑی خوبی جس کی ضرورت ہے اور جس کے بغیر نہ جوش کام آ سکتا ہے نہ تبلیغ کے لئے کسی قسم کا کوئی شوق کام آ سکتا ہے، نہ تبلیغ کے طریقوں میں حکمت، دانائی اور علم کام آ سکتا ہے وہ جو سب سے ضروری چیز ہے وہ ہے عمل۔ اس لئے میں نے جو پہلی آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی تعریف کر کے یہ بھی فرمایا کہ صرف وہ نیکی کی طرف بلاتے ہی نہیں ہیں بلکہ نیک اعمال خود بھی بجا لانے والے ہیں۔ ان کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ وہ خود کچھ کر رہے ہوں اور لوگوں کو کچھ کہہ رہے ہوں۔ اور جب ان کا قول و فعل ایک جیسا ہوگا تو تبھی وہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ بات کہنے کے بھی حقدار ہوں گے کہ ہم کامل فرمانبرداروں میں سے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تو غیب کا علم جانتا ہے۔ وہ تو ہمارے سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کا خوب علم رکھتا ہے۔ ہر بات اس کے علم میں ہے۔ اگر ہمارے قول و فعل میں تضاد ہوگا تو وہ فرمائے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تم کامل فرمانبرداروں میں نہیں ہو کیونکہ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے۔ کہتے کچھ ہو کرتے کچھ ہو۔ اس لئے ایمان لانے والوں کو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت فرمائی کہ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف: ۲۔۳)۔ کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو تو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ لوگوں کی آنکھوں میں تو دھول جھونکی جا سکتی ہے۔ اپنی ظاہری پاکیزگی کا اظہار کر کے لوگوں سے تو واہ واہ کروائی جا سکتی ہے۔ لوگوں کو تو علم نہیں ہوتا، نیکی کا ظاہری تأثر لے کر وہ کسی کو عہدیدار بنانے کے لئے ووٹ بھی دے دیتے ہیں اور عہدیدار بن بھی جاتے ہیں۔ پھر بڑھ بڑھ کر داعیان میں اپنے نام بھی لکھوا لیتے ہیں۔ لیکن اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ کیونکہ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہوگا اس وجہ سے تم اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گنہگار ہو گے۔ فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہے۔ اس لئے ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ کام میں برکتیں بھی اس وقت پڑتی ہیں جب نیتیں صاف ہوں۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”اسلام کی حفاظت اور سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۶۱۵ جدید ایڈیشن)

تو ہر داعی الی اللہ کو، ہر تبلیغ کرنے والے کو، ہر واقف زندگی کو، ہر عہدیدار کو اور کیونکہ دنیا کی نظر ایک جماعت کی حیثیت سے جماعت کے ہر فرد پر ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا ایک نمونہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ دعوت الی اللہ کے میدان میں بھی ہماری مدد فرمائے اور ہماری زندگیوں میں بھی اس کے فضل کے آثار ظاہر ہوں۔ جب یہ عملی نمونے ہم دکھانے شروع کر دیں گے اور دکھانے کے قابل ہو جائیں گے اور ہر شخص خواہ وہ کسی عمر کا ہو اور کسی پیشے سے تعلق رکھتا ہو، اپنے ماحول میں اس پاک تبدیلی کے ساتھ تبلیغ میں جت جائے گا تو تب ہی ہم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں میں شمار ہو سکتے ہیں۔ اور احمدیت کے جھنڈے کو جلد از جلد دنیا میں گاڑ سکتے ہیں۔

ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ: ”اپنے پائے اور اپنے طبقے کے لوگوں کو احمدی بنائیں۔ زمیندار زمیندار کو احمدی بنائیں، وکیل وکیل کو، ڈاکٹر ڈاکٹروں کو، انجینئر انجینئروں کو، پلیڈر پلیڈروں کو۔ اسی طرح چند سالوں میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے کہ طوفان نوح بھی اس کے سامنے مات ہو جائے“۔ (الفضل ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینے کی کیا حالت ہوگئی، ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے۔ پس اس تبدیلی کو مدنظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی۔ اور اسی نمونے کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو تعلیم کا حاصل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے۔ وہ نمونے سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اٹھائیں گے۔ بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اسکا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۱۸ جدید ایڈیشن)

تو جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خود کسی بدی میں مبتلا ہو کر دوسرے کو اس بدی سے کس طرح روک سکتے ہو۔ کسی کو کس طرح راستہ دکھا سکتے ہو اگر خود ہی اس راستے کو نہ دیکھا ہو۔ جس شخص کو بھی آپ نصیحت کر رہے ہوں وہ کہے گا پہلے اپنے آپ کو تو سنبھالو، اپنے گھر کی خبر لو، مجھے تم کہہ رہے ہو کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور خود تمہارا یہ حال ہے کہ نمازوں کے اوقات میں مجلسیں لگا کر بیٹھے رہتے ہو یا اپنے دنیاوی دھندوں میں مشغول رہتے ہو، اللہ تعالیٰ کا حکم جو تم مجھے بتا رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس کا خیال رکھو اور تمہاری بیوی کا یہ حال ہے کہ دوسرے گھروں میں بتاتی پھرتی ہے کہ تم انتہائی ظالم خاوند ہو۔ اس پر دست درازی کرتے ہو، اس کو مارتے پیٹتے ہو۔ تم ایک ظالم سسر ہو، اپنی بہو پہ بھی ہاتھ اٹھانے سے دریغ نہیں کرتے۔ وہ تمہیں کہے گا جس کو بھی تبلیغ کر رہے ہو کہ اپنی بیوی کو بھی سمجھاؤ، اپنے گھر کی بھی خبر لو کہ وہ بھی ان احکامات پر عمل کرے اور اپنی بہو سے حسن سلوک کرے۔ تم خود تو پہلے اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کرو، تمہارے ہمسائے تو تم سے تنگ آئے پڑے ہیں۔ تم خود تو اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرو۔ تمہارے ماں باپ تو تم سے سخت نالاں ہیں، ناراض ہیں کہ تم بڑھاپے میں ان سے بدتمیزی سے پیش آتے ہو۔ تم اپنے کاروباری ساتھی کو جو دھوکہ دے رہے ہو پہلے اس سے تو معاملہ صاف کرو۔ تم اپنے افسروں اور ماتحتوں کے جو حقوق دبائے بیٹھے ہو پہلے وہ تو ادا کرو۔ جو زیر تبلیغ ہے پہلے یہ ہی کہے گا اگر اس کو آپ کا علم ہے کہ جب تم اپنے اندر سب تبدیلیاں پیدا کر لو گے تو پھر مجھے نصیحت کرنا، مجھے بھی اپنی جماعت کی خوبیاں بیان کرنا، مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا۔ ورنہ تم خود اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق، قرآن کی تعلیم کے مطابق گنہگار ہو، مجھے کیا راستہ دکھاؤ گے۔

پس استغفار کا مقام ہے، بہت زیادہ استغفار کا مقام ہے۔ جو کوتاہیاں اور غلطیاں ہم سے ہو چکی ہیں ان کی اللہ سے معافی مانگیں۔ اس کے سامنے جھکیں یہ عہد کریں کہ ہم سے جو ظلم ہوئے ان سے محض اور محض رحم فرماتے ہوئے صرف نظر فرما اور آئندہ ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں اور ہم تیرے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں اور جو کام تو نے ہمارے سپرد کئے ہیں ان کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں۔ یاد رکھیں کہ ذاتی نمونے کی طرف لوگوں کی بہت توجہ ہوتی ہے، بہت نظر ہوتی ہے۔ کئی واقعات ایسے ہیں۔ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ وہ احمدیت کے بہت قریب تھا، بیعت کرنے کے بہت قریب تھا، لیکن اس کے ایک احمدی عزیز نے اس سے ایک بہت بڑا دھوکہ کیا جس کی وجہ سے وہ باوجود جماعت کو اچھا سمجھنے کے احمدیت قبول کرنے سے انکاری ہو گیا۔ تو بہرحال یہ تو اس کی بدقسمتی تھی، شامت اعمال تھی جس کی وجہ سے اس کو موقع نہیں ملا۔ لیکن اس احمدی کا نام بھی اس کی اس بدی کے ساتھ لگ گیا۔ اس لئے اس حدیث کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہدایت کی طرف بلاؤ اور ہدایت کی طرف بلانے والے کا اجر سرخ اونٹوں کے حاصل کرنے سے زیادہ ہے۔ دینی اور دنیاوی انعامات سے اللہ تعالیٰ نوازتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو یا حقوق العباد کے متعلق ہو بچو“۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ ۳۰۳ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ عہد بیعت کو نبھانے والے بنیں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اپنے اوپر بھی لاگو کریں اور دنیا کو پہنچانے والے بھی ہوں۔ اور جلد سے جلد اسلام کا غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ آمین

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا از صفحہ نمبر ۴

کے مخالفین کو بھی خوب ہے۔چنانچہ مولوی عبدالرحیم اشرف صاحب ایڈیٹر رسالہ المنبر جو کبھی اسلامی جماعت کے سرگرم ممبر تھے جماعت کی کامیابیوں اور جماعت کے مخالفین کی ناکامیوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا۔ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیت رکھتے تھے۔سیّدنا نذیر حسین دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیو بندی، مولانا قاضی سیّد لقمان منصور پوری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفرلہم کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر اور رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہیں۔اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں اور قادیانی اخبارات اور رسائل چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے۔لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے“۔(اخبار المنبر لائلپور ۱۹۵۶ء)

بقول مولوی عبدالرحیم اشرف صاحب تقویٰ و دیانت اور تعلق باللہ خلوص، علم اور اثر کے لحاظ سے پہاڑ جیسی شخصیتوں کی حضرت مرزا صاحب کے مقابل پر ناکامی واضح کرتی ہے کہ انکے تقویٰ، دیانت، تعلق باللہ اور حسن کردار کے بارے میں جو مولوی عبدالرحیم صاحب کو حسن ظن تھا وہ اس پر پورے نہیں اترے۔اور یہ ناکامی اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کی کامیابی ہی دراصل اعلیٰ اقدار اور بہترین کردار کی کامیابی ہے اور ایسی قوت قدسیہ پیدا کرنے والی وہی ہستی ہوسکتی ہے جسے خدا تعالیٰ نے کھڑا کیا اور جس نے اپنے آقا و مولیٰ و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت اور کامل پیروی میں فیضان محمدیؐ حاصل کئے ہوں۔اسی لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام پر زور الفاظ میں فرماتے ہیں ”میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔“ بلاشبہ اس شجرہ طیبہ کے دائمی پھل اعمال صالحہ کی صورت میں ظاہر اور باہر ہیں۔جس کا اعتراف غیروں نے بھی کھل کر کیا ہے۔

چنانچہ مشہور سکھ لیڈر سردار دیوان سنگھ مفتون لکھتے ہیں کہ ”ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑا سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔چنانچہ ایڈیٹر ”ریاست“ کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بد دیانت ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں۔“(”ریاست“ دہلی ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء)

اسی طرح علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں:

”احمدی جماعت میں اس عملی پہلو کو سامنے رکھ کر ایک ایسی روح پھونک دی۔جس کی مثال ہمیں کسی دوسری مسلم جماعت میں اس وقت نہیں ملتی۔“

(ماہنامہ نگار لکھنو مئی ۱۹۶۲ء)

اور جب جماعت احمدیہ نے اپنے عملی نمونہ کے ساتھ تبلیغ اسلام کے میدان میں قدم رکھا تو دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔چنانچہ ایڈیٹر اخبار تیج نے پون صدی قبل اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ مؤثر اور مسلسل اور تبلیغی کام کرنے والی طاقت احمدیہ جماعت ہے۔

(اخبار تیج دہلی ۲۵ جولائی ۱۹۲۷ء)

اسی طرح مشہور سکھ سکالر سردار شمشیر سنگھ نے لکھا کہ ”احمدی مسلمانوں نے اپنے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے عملی صورت میں جتنی سر توڑ کوشش کی ہے۔وہ شائد ہی عرب کے خلفاء (راشدین) کے بعد کسی اور اسلامی جماعت نے کی ہو۔“

بلا شبہ اس تبلیغ کے پیچھے احمدیوں کی وہ عظیم الشان جان و مال و طاقت اور عزت کی قربانیاں ہیں جن کا اعتراف کرتے ہوئے مولوی عبدالرحیم اشرف صاحب نے لکھا تھا۔

”ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔جو اخلاص کے ساتھ مال و جان اور دنیوی وسائل وعلائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔“

(المنیر ہفت روزہ ۲ مارچ ۱۹۵۶ء)

ان عظیم الشان قربانیوں کی بدولت آج جماعت احمدیہ عالمگیر دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔

کینیا کے ”ممباسہ ٹائمز“ کے مطابق جبکہ ۱۹۶۲ء میں جماعت احمدیہ کے مبلغ عیسائی مشنریوں کے مقابل دس گنا تیزی سے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام بنا رہے تھے تو آج یہ رفتار ہزاروں گنا ہو چکی ہے اور جماعت احمدیہ ہر سال بیعتوں کے ہدف پورے کرتے ہوئے کروڑوں سے بھی زیادہ پھل حاصل کر کے ایک تاریخی سنگ میل طے کر چکی ہے۔“

اور خدا کے ہاتھ سے لگائے ہوئے اس شجرہ طیبہ کی جہاں بنیادیں مضبوط ہو رہی ہیں وہاں اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی نظر آتی ہیں۔اس شجرہ طیبہ کو سرسبز و شاداب رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خلافت کے نظام کی برکت سے نوازا ہے جس کے تحت جماعت کے تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی پروگرام، مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے ایک درجن سے زائد زبانوں میں ۲۴ گھنٹے جاری رہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی ان کاوشوں پر تبصرہ کرتے ہوئے رسالہ ختم نبوت کراچی لکھتا ہے۔”مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات نے عالم اسلام میں اضطراب و بے چینی کی ایک لہر پیدا کر دی ہے......اور مسلمانوں کے ارباب حل وعقد پوری دنیا میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص کسی لائحہ عمل تک پہنچنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔تو دوسری جانب ان نشریات نے احمدیوں کے عزائم و حوصلوں کو بھی خاصا بلند کر دیا ہے۔“(رسالہ ختم نبوت ص۶۔ ۲۵ فروری ۲۰۰۰ء)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی سربلندی سے ہی احمدیوں کے حوصلے بلند تر ہوتے ہیں پس اگر خدا کے ان فضلوں پر کسی کو غیظ و غضب پیدا ہوتا ہے اور ان کی صفوں میں بھگدڑ مچتی ہے تو ہم اس کے لئے کیا کہہ سکتے ہیں۔معاندین احمدیت خوب جانتے ہیں کہ جس درخت کو کاٹنے کے لئے بقول ان کے تقویٰ و دیانت اور تعلق باللہ کے لحاظ سے پہاڑ جیسی شخصیتوں نے ایک صدی سے زائد عرصہ میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا لیکن ان کا کوئی تقویٰ کوئی جوش کوئی غضب کام نہ آیا اور آج وہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے لگائے ہوئے اس درخت کی شاخوں کو پھلدار دیکھ کر تعصب سے تڑپ رہے ہیں تو یہ آگ انہی کا حصہ ہے۔سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں ۱۹۰۱ء میں فرمایا تھا۔”یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی۔“

اور آج ہم جس دلی تمنا کے پورے ہونے کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اس پر حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے آقا اور پیشوا حضرت رسول اللہ ﷺ کی روح کتنی خوش ہوگی۔اس کے تصور سے ہی ہماری مسرتوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اے دنیا والو سنو! کہ آج خدائے واحد کے ہاتھ سے لگائے ہوئے اس پودے کی سرسبزی کا یہ عالم ہے کہ کروڑ ہا افراد کی یہ جماعت دنیا کے ۱۷۶ ملکوں میں قدم جما چکی ہے۔جہاں ہزاروں جماعتیں اور سینکڑوں مشن ہاؤسز، سینکڑوں مبلغین اور معلمین دینی خدمات بجا لا رہے ہیں اور جماعت احمدیہ دنیا کی ۵۶ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کر چکی ہے۔جماعت کے درجنوں سکول اور ہسپتال دنیا میں انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ترقی و بلندی کا یہ سفر تو جاری رہنے والا ایک سلسلہ ہے جو جماعت احمدیہ کی وہ ازلی تقدیر ہے جو پوری ہو کر رہے گی کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعثت کی غرض ہی یہ بیان فرمائی ہے جو لازماً پوری ہوگی۔آپ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

(الوصیت ص ۸،۹)

مالی سال کا اختتام

جماعت کا مالی سال ۳۰/جون ۲۰۰۴ء کو ختم ہوتا ہے۔ اور اب مالی سال ۰۴-۲۰۰۳ء کو ختم ہونے میں بہت کم وقت باقی رہ گیا ہے۔

ایسے احباب جماعت جو دوران مالی سال لازمی چندوں میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں چاہئے کہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں تا کہ وہ بقایا دار شمار نہ ہوں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

جماعت احمدیہ جاپان کے
۲۴ ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: ملک منیر احمد ۔ جاپان)

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت ہائے احمدیہ جاپان کا جلسہ سالانہ ۲، ۳، ۴ مئی ۲۰۰۴ء کو اپنی شاندار روایات کے ساتھ جلسہ گاہ بمقام Okazaki شہر میں منعقد ہوا جس میں انڈونیشیا، سنگاپور اور کینیڈا سے بھی مہمان شامل ہوئے۔ ۲/مئی بروز اتوار جلسہ کی کارروائی سے پہلے ۲ بجے بعد دوپہر لوائے احمدیت کی پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ لوائے احمدیت محترم امیر صاحب جاپان نے اور جاپان کا قومی پرچم ملک منیر احمد صاحب نے بلند کیا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

۲/مئی بروز اتوار جلسہ کی کارروائی کا آغاز ٹھیک اڑھائی بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم سید طاہر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جاپان نے اپنے افتتاحی خطاب میں حضرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ کے لئے دعاؤں کے ذکر کے بعد تقویٰ اور نماز کی اہمیت پر پرمعارف مضمون کو حضرت محمد مصطفی ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان فرمایا۔ اسی طرح جاپانی زبان میں خلافت کی اہمیت و برکات کے موضوع پر تقریر ہوئی جو مکرم مقصود احمد انجم صاحب نے کی۔ کھانا اور نماز مغرب وعشاء کے بعد واقفین نو کا پروگرام ہوا جو شام ساڑھے سات بجے سے رات ۹ بجے تک جاری رہا جس میں ۴۰ کی تعداد میں واقفین نو بچوں، اطفال و ناصرات نے تلاوت، نظموں اور تقاریر کے ساتھ حصہ لیا۔ واقفین نو کا یہ پروگرام مکرم سید سجاد احمد صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے بہت پیار ومحبت کی فضا میں کروایا۔ اس پر پہلے دن کے پروگرام ختم ہوئے۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن

دوسرے دن کے اجلاس کی صدارت ہمارے انڈونیشین مہمان مکرم ومحترم عبدالرحمٰن منان صاحب نے کی۔ کارروائی کا آغاز صبح ۱۰ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد نظم ہوئی اور پھر دو تقاریر ہوئیں جن میں پہلی تقریر ''آنحضرت ﷺ بحیثیت داعی اللہ کے عنوان سے مکرم نصیر احمد طارق صاحب نے کی۔ اور دوسری تقریر بعنوان جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں پر مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب نے کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بابرکت دور خلافت پر تھی جو مکرم سید سجاد احمد صاحب نے کی۔

پروگرام جلسہ گاہ (زنانہ)

لجنہ میں پروگرام کا آغاز نیشنل صدر صاحبہ محترمہ درثمین سجاد صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

دوران جلسہ ۲ نظمیں ہوئیں اور تین تقاریر ہوئیں جو ان موضوعات پر تھیں۔ ''سیرت محمد ﷺ''، ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بابرکت دور خلافت'' اور ''احمدی خواتین کی مالی قربانیاں''۔ جو بالترتیب محترمہ امتہ المصور کیتا کا سان، محترمہ نیلوفر صاحبہ اور محترمہ عطیہ ناصر صاحبہ نے کیں۔ جلسہ کی تمام کارروائی کا جاپانی زبان میں ترجمہ محترمہ سعدیہ ملک صاحبہ نے کیا۔ ناصرات نے قصیدہ کورس میں پیش کیا اور آخر میں صدر لجنہ اماء اللہ جاپان نے اختتامی تقریر کی۔ جس میں انہوں نے تقویٰ کو اختیار کرنے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ خطبات کی روشنی میں تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔ جلسہ کی کارروائی کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو ہماری انڈونیشین مہمان محترمہ امینہ منان صاحبہ نے کروائی۔

خصوصی اجلاس

اس اجلاس کی صدارت جاپانی مہمان خصوصی Mr.Ukai نے کی اور تمام کارروائی جاپانی زبان میں ہوئی۔ اس خصوصی اجلاس میں ۲ بدھ مذہب کے جاپانی راہب اور ۴ معزز جاپانی مہمان، ایک افریقن اور ایک بنگالی مہمان۔ اس طرح کل آٹھ مہمانوں نے شرکت کی۔

تلاوت قرآن کریم اور اس کے جاپانی ترجمہ کے بعد مکرم ناصر احمد ندیم بٹ صاحب نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا اور مکرم احمد فاتح الرحمٰن صاحب نے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ پر جاپانی زبان میں دلگداز تقریر کی جس کا مہمانوں کے دلوں پر بہت اثر ہوا۔ ایک بدھ راہب، شام دیر تک ہمارے درمیان رہے اور انہوں نے اس روحانی ماحول میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آخر میں مکرم سید طاہر احمد صاحب امیر جماعت جاپان نے شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی۔

جماعتی نمائش

جلسہ کے موقع پر جماعتی نمائش کا انتظام بھی تھا۔ مہمانوں نے نمائش کو بڑی دلچسپی سے دیکھا اور ان کے سوالوں کے جوابات دئے گئے۔

تبلیغی سیمینار

مکرم امیر صاحب جاپان کی صدارت میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد تبلیغی سیمینار رہا۔ جس میں صدر جماعت ناگویا اور صدر جماعت ٹوکیو کے علاوہ ناگویا اور ٹوکیو کے سیکرٹریان تبلیغ اور احباب جماعت نے بھی اپنی آراء کا اظہار کیا۔ حاضرین جلسہ نے بڑی دلچسپی سے سیمینار کی کاروائی کو سنا۔ آخر میں امیر صاحب نے دوران سال ان مشوروں پر عمل کرنے اور دعاؤں کی طرف متوجہ کیا اور دعا کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری دن

تیسرے دن کے پہلے اجلاس کی صدارت مکرم ظفر احمد ظفری صاحب نیشنل سیکرٹری ضیافت نے کی۔ اس اجلاس کا آغاز تلاوت کریم اور نظم سے ہوا۔ اس کے بعد ۲ تقاریر ہوئیں جو ان موضوعات پر تھیں۔ تحریک وقف نو۔ اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیاں۔ جو مکرم ملک منیر احمد صاحب اور مکرم ناصر ندیم بٹ صاحب نے کیں۔ بعد ازاں تاثرات معزز مہمان گرامی کے پروگرام میں ہمارے انڈونیشین مہمان مکرم Mr. Endang Abdurahman Manan نے اپنے والد صاحب کا جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کا ایمان افروز واقعہ اور جلسہ سے متعلق اپنے ذاتی تاثرات پیش کئے اور جماعت جاپان کی والہانہ محبت کے سلوک پر شکریہ ادا کیا۔ اس پر اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریب

آخری اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم احمد فاتح الرحمٰن نے کی اور جاپانی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔ اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ فی مدح خاتم النبین ﷺ اطفال وخدام نے کورس کی صورت میں پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم طاہر احمد جنود صاحب کی ۴ سالہ بیٹی ماریہ جنود کی بسم اللہ ہوئی۔

آخر میں مکرم ومحترم سید طاہر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جاپان نے اختتامی خطاب میں جلسہ میں شامل ہونے والے سب مہمانوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر کیا اور جلسہ کے موقع پر کام کرنے والے تمام کارکنوں کی بے لوث خدمات کو سراہا۔ دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۰/جون ۲۰۰۴ء بروز جمعرات قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ امتہ اللہ فرقان صاحبہ اہلیہ مکرم شمیم احمد خان صاحب آف لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۵۵ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم نعمت اللہ گنائی صاحب کی بیٹی تھیں۔ کینیا ممباسہ سے ان کے والد ۱۹۷۳ء میں یوکے آئے۔ آپ لجنہ بالہم کی صدر بھی رہ چکی ہیں۔ آپ نے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(۱) مکرم پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب مورخہ ۲۹/مارچ ۲۰۰۴ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ٹی آئی کالج ربوہ میں ریاضی کے پروفیسر رہے اور بعد میں بطور ایڈیشنل وکیل المال اول خدمات سرانجام دیں۔ مختلف مرکزی کمیٹیوں نیز خدام و انصار کی مرکزی مجلس عاملہ میں بھی مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(۲)...... مکرم راؤ تارا صاحب آف فجی: مکرم راؤ صاحب ۲۴/مئی کو بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پاگئے۔ آپ کا سارا وقت خدمت دین میں صرف ہوا۔ آپ جزیرہ رابی کے صدر جماعت تھے۔ مرحوم انتہائی مخلص اور نڈر احمدی تھے اور باوجود مخالفت کے انتہائی ثابت قدم رہے۔ جماعتی جلسوں اور پروگراموں میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتے اور ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ آپ نے اپنا ذاتی پلاٹ مسجد کے لئے پیش کیا۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(۳)...... مکرم خلیل الرحمٰن صاحب۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں احمدیت قبول کی تھی۔ آپ کا جماعت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ ۱۹۷۴ء میں مرحوم جماعت قصور کے سیکرٹری امور عامہ تھے اور ان حالات میں بہت عمدہ کام کیا۔

(۴)...... مکرم میاں اقبال احمد جاوید صاحب آف سرگودھا۔ مکرم میاں صاحب مورخہ ۱۸/مئی ۲۰۰۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم نہایت نیک اور مخلص بزرگ تھے۔

(۵)...... مکرمہ عزیزہ نسیم اختر صاحبہ۔ اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب۔ ڈیفنس لاہور مورخہ ۱۲/اپریل ۲۰۰۴ء کو ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پاگئیں۔ آپ مکرم چوہدری ناظر حسین صاحب سابق امیر حلقہ چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کی بڑی بیٹی تھیں۔ مرحومہ نہایت نیک اور نافع الناس وجود تھیں۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

(۶)...... مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ عبدالغنی صاحب)۔ مرحومہ مورخہ ۱۵/مارچ ۲۰۰۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ آپ مکرم شیخ غلام نبی صاحب صحابی ریٹائرڈ تھانیدار نوشہرہ ککے زئیاں کی بیٹی تھیں۔ بہت عبادت کرنے والی، دعاگو اور بچپن سے تہجد گزار تھیں۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(۷)...... مکرمہ امتہ النصیر صاحبہ بنت مکرم محمد یوسف گجراتی۔ درویش قادیان۔ مکرمہ امتہ النصیر صاحبہ مورخہ ۱۲/مارچ ۲۰۰۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ آپ کو قرآن مجید سے بے پناہ عشق تھا۔ اور آپ نے بے شمار احمدی اور غیر احمدی بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔ مرحومہ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

(۸)...... مکرمہ والدہ محترمہ سعید الرحمٰن صاحب (مبلغ نائجیریا)۔ آپ مورخہ ۲/اپریل ۲۰۰۴ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ مرحومہ نہایت نیک سیرت، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

مسجد میں داخلہ اور باہر آنے کی دعاؤں کا روح پرور فلسفہ

خاتونِ جنت، نورِ چشم رسول کائنات ﷺ، فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ:

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ وَاِذَا خَرَجَ صَلَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ سَلَّمْ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ"۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود شریف پڑھتے پھر دعا کرتے اے میرے رب میری (بشری) لغزشوں سے درگزر فرما اور میرے لئے اپنی **رحمت** کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو درود شریف کے بعد اپنے رب سے یہ عرض کرتے کہ میری (بشری) تقصیروں سے درگزر فرما اور مجھ پر اپنے **فضل** کے دروازے کھول دے۔

آنحضرت ﷺ کی اس متواتر وموٴکّد سنّت کے مطابق چودہ سو سال سے خدا اور اس کے محبوب ﷺ کے عشاق مسجد میں سجدہ نیاز بجالانے سے قبل اور بعد یہ دعائیں کررہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کروڑوں مسلمان صدیوں سے جناب الٰہی کے حضور پہلے رحمت، پھر فضل کے دروازوں کے کھولے جانے کی دعائیں کس غرض سے کرتے ہیں اور پہلے رحمت پھر فضل طلب کرنے کا فلسفہ کیا ہے؟

اس اہم سوال کا جواب برصغیر کے نامور عالم دین جناب محمد منظور نعمانی صاحب کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن و حدیث میں رحمت کا لفظ زیادہ تر اُخروی اور دینی وروحانی انعامات کے لئے اور فضل کا لفظ رزق وغیرہ دنیوی نعمتوں کی دادودہش اور اُن میں زیادتی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے داخلہ کے لئے فتح بابِ رحمت کی دعا تعلیم فرمائی، کیونکہ مسجد دینی وروحانی اور اُخروی نعمتوں ہی کے حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ اور مسجد سے نکلتے وقت کے لئے اللہ سے اس کا فضل یعنی دنیوی نعمتوں کی فراوانی مانگنے کی تلقین فرمائی کیونکہ مسجد سے باہر کی دنیا کے لئے یہی مناسب ہے۔ ان دونوں باتوں کا خاص منشاء یہ ہے کہ مسجد میں آنے اور جانے کے وقت بندہ غافل نہ ہو"۔ ("معارف الحدیث" کتاب الصلوٰۃ۔ناشر عمر فاروق اکیڈیمی لاہور)

اس حقیقت افروز نکتہ کی مزید وضاحت انشاء اللہ علم وعرفان کا ایک دروازہ کھولنے کا موجب بنے گی۔

رحمت

امیر المومنین سیدنا حضرت علیؓ بن ابی طالب نے آیت ﴿یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ﴾ (البقرہ:۱۰۵) کی یہ ایمان افروز تفسیر فرمائی کہ یہاں رحمت سے مراد نبوت ہے۔ شیر خدا کی اس عارفانہ تشریح کے مطابق امت مسلمہ ۱۵ صدیوں سے مساجد میں قدم رکھنے سے قبل یہ دعا کررہی ہے کہ اے ہمارے ربّ نبوت کے دروازے (جو دوسری امتوں کے لئے بسبب راندۂ درگاہ ہونے کے قیامت تک کلیۃً بند کردئے گئے ہیں) ہم پر کھول دے۔

اسی دعا میں خِلَافَۃ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃ کے قیام و استحکام کی دعا بھی شامل ہے جس کی خبر خود مخبر صادق علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے عطا فرمائی تھی اور جس کا ظہور مسیح موعود ومہدی مسعود کے ظہور سے وابستہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اس وضاحت سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایک احمدی جسے مامور الزمان مہدی مسعودؑ اور نظام خلافت سے وابستگی کا شرف حاصل ہے یہ دعا دوسروں کی طرح رسمی طور پر نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت کرتا ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا کے شاندار ظہور پر اُس کے ذرّہ ذرّہ سے عملی طور پر یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ ؎

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے

فضل

سورۃ الجمعۃ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں ﴿وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ﴾ کے الفاظ میں آنحضرتؐ کی بعثت ثانیہ یعنی مہدی موعود ومسیح موعود کی جماعت کی خوش خبری دی گئی ہے اور اس نعمت عظمیٰ کو اللہ کا فضل قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سورۃ الجمعۃ میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے:

﴿وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾ (آیت ۴۔۵)

اورانہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ **یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔**

اسی سورۃ الجمعۃ کے آخر میں آخری زمانہ یعنی دورِ مہدی موعود کے مسلمانوں کو اور مہدی کی جماعت کو بھی ارشاد ربّانی ہے کہ جب جمعہ کے دن ایک حصہ میں نماز (جمعہ) کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت کو چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

آگے ہدایت فرمائی کہ جب نماز ادا کی جاچکی ہو تو زمین میں منتشر ہوجاؤ ﴿وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ﴾ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کروتا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

اس ضمن میں جہاں مسیح موعود کو تجارت کی اجازت کے ساتھ انہیں عالمگیر کامیابی اور غلبہ کے لئے بکثرت دعاؤں کی چودہ سو سال قبل زبردست تلقین فرمائی وہاں اُس دور کے مسلمانوں کی دنیا پرستی کا نقشہ بایں الفاظ کھینچا کہ:

جب وہ کوئی تجارت کا دل بہلاوا دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ تو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے۔ اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

(ترجمہ سورۃ الجمعۃ آیت ۱۲)

جہاں سورۃ الجمعۃ میں مسیح موعودؑ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والے مسلمانوں کے تلاش فضل میں ایک دوسرے سے مختلف کردار کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ وہاں جمعہ سے متصل سورۃ الصّف میں براہ راست جماعت احمدیہ کو آسمانی فضل کی تحریک کی گئی ہے جو فوز عظیم پر منتج ہونے والا ہے یعنی خدا پر زندہ ایمان اور مالی قربانی اور وقف زندگی کا جہاد۔ چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟۔ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ (سورۃ الصف:۱۱۔۱۲)

الغرض رحمت اور فضل طلب کرنے کی دعاؤں پر گہری اور باریک نظر سے غور کرنے پر ان میں پوشیدہ پیغامات، مبشرات اور تقاضوں کا ایک ایسا وسیع سلسلہ چشم تصور کے سامنے ابھر آتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور ہر احمدی کی روح محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات وتفضلات پر وجد کر اٹھتی ہے ؎

تیرے صدقے تیرے قربان، رسول عربیؐ
تجھ سے جاری ہوا فیضان، رسول عربیؐ

کروڑ جاں ہو تو کردوں فدا محمدؐ پر
کہ اس کے لطف وعنایات کا شمار نہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

❁❁❁❁❁

نیامی (نائیجر) (Niger) میں

جلسہ سیرت النبی ﷺ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: اکبر احمد طاہر۔ مبلغ سلسلہ نیامی، نائیجر)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نیامی (نائیجر) کو مورخہ ۲؍مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ خدام نے محنت کے ساتھ وقارعمل کیا اور مشن ہاؤس کی صفائی کی اور سٹیج کو کلمہ طیبہ اور دیگر بینرز سے سجایا۔ عورتوں کے لئے علیحدہ پردے کا انتظام کیا گیا۔

مورخہ ۲؍مئی کو نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد لاؤڈ سپیکر پر احمدیت زندہ باد کے نغمہ والی کیسٹ لگادی گئی۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے حلقہ کے میئر کو دعوت دی گئی تھی جو انہوں نے بخوشی قبول کی۔

نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد خاکسار کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے پروگرام شروع ہوا جس کا فرنچ ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

اس کے بعد مکرم فخر الاسلام صاحب مبلغ سلسلہ نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر خطاب کیا جس کا ترجمہ لوکل زبان ہاؤسا میں پیش کیا گیا۔ بعدازاں قائد صاحب خدام الاحمدیہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب نے "آنحضورؐ بحیثیت ایک عادل" کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد لوکل مشنری مکرم سلمان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ" خوش الحانی سے پیش کیا اور ہاؤسا زبان میں اس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔

خاکسار نے "آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی رو سے" کے موضوع پر تقریر کی۔

خاکسار کی تقریر کے بعد محترم میئر صاحب کو دعوت دی گئی جنہوں نے سامعین سے مختصر خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں بڑے اچھے الفاظ میں جماعت کا ذکر کیا اور شکریہ ادا کیا کہ ان کو یہاں آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ نیز خاکسار کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان باتوں پر عمل کریں تو ہمارا معاشرہ ایک حسین معاشرہ بن سکتا ہے۔

میئر کے اس مختصر خطاب کے بعد خاکسار نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔ کل حاضری دوصد کے قریب تھی۔ سب تقاریر کا ہاؤسا زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ الحمدللہ کہ سب احباب نے جلسہ کے پروگرام کو سراہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس جلسہ کو بہت بابرکت کرے اور اس کے اچھے پھل عطا فرمائے۔

❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر ۱۲

یہ مسجد کھلی رہنی چاہئے چاہے کوئی نمازی آتا ہے یا نہیں آتا۔ اور آپ لوگ بھی یاد رکھیں جو لوگ اس علاقے میں رہتے ہیں، دوسو سے اوپر کہتے ہیں جماعت ہے یہاں کی۔ تو اللہ تعالیٰ کا حکم نماز قائم کرنے کا ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کا ہے اس لئے اس مسجد کی جو خوبصورتی ہے اور آپ کی قربانی کا جو اصل مقصد ہے وہ تبھی پورا ہوگا جب یہ نمازیوں سے بھی بھری رہے۔ اس لئے اس طرف خاص طور پر توجہ دیں کہ نمازوں میں کسی قسم کی سُستی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ اور یہ مسجد جو بنائی ہے اس کا حق ادا کرنے کی توفیق دے۔ مسجد کے بنانے میں جنہوں نے قربانیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے، ان کے اموال اور نفوس میں بے انتہاء برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔ جزاک اللہ۔

خطاب کے بعد حضور انور لجنہ ہال میں تشریف لے گئے اور وہاں پر موجود خواتین کو السلام علیکم کہا اور ہال کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دفاتر اور Basement کا بھی معائنہ فرمایا اور حاضرین کے لئے تیار کئے گئے کھانے کا بھی جائزہ لیا۔ اس کے بعد حضور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

پونے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی قیامگاہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے احاطہ میں سیب کا ایک پودا اپنے دست مبارک سے لگایا۔ اس کے بعد واقفین نو بچوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو شرف مصافحہ عطا فرمایا اور ان میں چاکلیٹ اور قلم تقسیم فرمائے۔ پھر وہاں پر موجود خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور تمام خواتین کو ہاتھ ہلاکر السلام علیکم کہا۔ بعدازاں ترانہ پیش کرنے والی بچیوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے بھی شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں اپنے دست مبارک سے پین اور چاکلیٹ عطا فرمائے۔ بعد میں بچوں کا ایک گروپ حضور انور سے برکات حاصل کرنے کے لئے وہاں جمع ہوگیا جن کو حضور انور ایدہ اللہ نے پیار کیا اور چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔

اس کے بعد عاملہ کے ممبران کو حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت ملی۔

پانچ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے اختتامی دعا کروائی اور فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

یہ سفر دریائے رائن کے کنارے خوبصورت وادی کے بیچوں بیچ واقع موٹروے پر تھا۔ دریا کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے ایک دو مقامات پر قافلہ رکا اور امیر صاحب جرمنی نے ان مقامات کا تعارف کروایا۔ دریا کے پار دو قلعوں کا بھی امیر صاحب نے تعارف کروایا اور بتایا کہ ان دو قلعوں کے مالک دو بھائی تھے جو ایک دوسرے کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہتے تھے۔ دونوں قلعوں کے درمیان ایک دیوار موجود ہے جو کہ دونوں قلعوں کے درمیان فصیل کا کام دیتی ہے۔

دوسرا سٹاپ Lorrely کے مقام پر تھا۔ یہ بڑا خوبصورت منظر ہے۔ دریا کے پار پہاڑوں پر جھنڈے نصب ہیں اور دریا موڑ لیتا ہے۔ اس جگہ کا نام ایک مشہور مغنیہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔

بعدازاں Kaub نامی قلعہ پر تھوڑی دیر کے لئے قافلہ رُکا۔ یہاں پر ممبران قافلہ کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے خوبصورت مناظر کی تصاویر اور ویڈیو بھی بنائی۔ پھر ممبران قافلہ کو یہ سعادت بخشی کہ خود تصویر کھینچی اور اسی طرح ممبران کو اپنے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف بھی عطا فرمایا۔

اس کے بعد ایک اور قلعہ میں جانے کا پروگرام تھا۔ اس قلعہ کا نام Reichentein ہے۔ یہاں پر حضور انور ایدہ اللہ نے تقریباً ایک گھنٹہ گزارا۔ ترجمان اور گائڈ کے ہمراہ قلعہ کی تفصیلی سیر کی اور ویڈیو فلم بنائی۔

۸ بج کر ۵ منٹ پر قلعہ سے باہر نکلے اور فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ ۹ بجے کے قریب حضور نے بیت السبوح میں ورود فرمایا اور ۹ بج کر ۳۰ منٹ پر نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔

۲۴؍مئی ۲۰۰۴ء بروز سوموار:

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں پڑھائی۔ دس بج کر ۱۵ منٹ پر حضور انور اپنے دفتر میں تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ۴۲ خاندانوں کے ۱۷۴؍افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

شام کو پانچ بجے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوبارہ اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۵۸ فیملیز کے ۲۵۷؍افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ۹ بج کر ۳۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب و عشاء بیت السبوح میں پڑھائیں۔ اور اس طرح آج کے دن کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۲۵؍مئی ۲۰۰۴ء بروز منگل:

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر نماز فجر بیت السبوح میں پڑھائی۔ دس بج کر ۱۵ منٹ پر حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ جس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ۴۴ فیملیز کے ۲۰۳ افراد نے حضور انور ایدہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

پونے دو بجے حضور انور نے نماز ظہر اور عصر پڑھائیں۔

۵ بج کر ۱۵ منٹ پر حضور انور دوبارہ دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو رات ۹ بجے تک جاری رہا۔ اس دوران ۵۹ فیملیز کے ۲۶۳؍افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

۹ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔

۲۶؍مئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر ۴ بج کر تیس منٹ پر بیت السبوح میں پڑھائی۔ قریباً دس بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ جس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور حضور انور نے ۴۰ فیملیز کے ۱۸۰ افراد کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

ایک بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ مسجد میں تشریف لائے اور نماز سے قبل عزیزم سلمان ظفر ساہی آف جرمنی کی نماز جنازہ حاضر اور بعض دوسرے مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

پونے دو بجے حضور انور ایدہ اللہ دوبارہ اپنے دفتر میں تشریف لائے اور ۵۶ فیملیز کے ۲۶۸؍افراد کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

۹ بج کر ۴۵ منٹ پر حضور انور نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔

۲۷؍مئی ۲۰۰۴ء بروز جمعرات:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں ۴ بج کر تیس منٹ پر پڑھائی۔ دس بجے حضور انور اپنے دفتر میں تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ جس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو دو گھنٹے تک جاری رہیں۔ حضور انور نے ۳۰ فیملیز کے ۱۱۹؍افراد کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

پونے دو بجے حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔

۹ بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۲۸؍مئی ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں ساڑھے چار بجے پڑھائی۔

ایک بج کر ۳۰ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور گراس گراؤ کے لئے روانگی ہوئی۔ ۲ بج کر ۱۰ منٹ پر گراس گراؤ آمد ہوئی جہاں ریجنل امیر صاحب اور لوکل عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا جس کے بعد حضور انور ہال میں تشریف لے گئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور نے آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔﴾ کے حوالے سے بتایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کی ترغیب دلائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مومن کی یہ نشانی ہے کہ وہ مال خرچ کرنے سے نہیں گھبراتے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ نیکیاں بجالانے کی ہرگز توفیق نہیں مل سکتی جب تک کہ دل کی کنجوسی اور بُخل دور نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جتنی آمد ہے اور جتنا بجٹ لکھواتے ہو وہ سب تمہارا خدا جانتا ہے۔ اس لئے خدا سے معاملہ صاف رکھو۔ آپ نے افراد جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے چندوں کے حساب کو ہمیشہ صاف رکھیں پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کس طرح نازل ہوتے ہیں۔

خطبہ کے آخر پر آپ نے ایک اہم فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی اور خاص طور پر احمدی خواتین کو زیور پر زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔

نماز جمعہ وعصر کی ادائیگی کے بعد سکول کے ڈائریکٹر Mr.Krischin Schmith سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ ڈائریکٹر صاحب نے اپنے دفتر کے باہر حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کو اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ اس موقعہ پر حضور انور نے ڈائریکٹر سکول کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے سکول کا ہال جماعت کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے دیا۔ حضور نے اس سکول میں زیر تعلیم احمدی طلباء کے رویہّ اور پراگرس کے بارہ میں دریافت فرمایا تو ڈائریکٹر صاحب نے احمدی طلباء کی تعریف کی اور بتایا کہ وہ Well Behaved ہیں۔ ڈائریکٹر صاحب اور حضور انور کی بڑے خوشگوار ماحول میں گفتگو جاری رہی۔

اس کے بعد حضور انور نے ایک یادگاری شیلڈ انہیں تحفہ کے طور پر دی۔

پونے چار بجے بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی اور پانچ بجے شام بیت السبوح ورود فرمایا۔

چھ بجے نیشنل مجلس عاملہ جرمنی اور ریجنل امراء کے ساتھ میٹنگ کے لئے حضور انور مسجد بیت السبوح میں تشریف لائے اور عاملہ کے ممبران کے کاموں کا جائزہ لیا۔ خاص طور پر نمازوں میں پراگرس کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات دیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ مسجد سے رابطہ رکھتے ہیں ان تک تو باتیں پہنچ جاتی ہیں۔ جو رابطہ نہیں رکھتے ان کی تربیت کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔

پھر حضور انور نے بعض امور کا ذکر کر کے فرمایا کہ دینی مسائل کا مبلغین کے مشورہ کے بغیر جواب نہ دیا جائے۔ فرمایا کہ ہر ایک کو فتوے دینے کا حق نہیں۔ دینی مسائل تو افتاء کو Refer کئے جائیں۔

پھر حضور انور نے دعوۃ الی اللہ کے کاموں کا تفصیل سے جائزہ لیا اور نومبایعین کی تربیت کے بارہ میں ہدایات دیں۔ یہ میٹنگ ساڑھے سات بجے شام تک جاری رہی۔ میٹنگ کے بعد نیشنل مجلس عاملہ اور مبلغین اور ریجنل امراء کو حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے فوراً بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں ہیومینٹی فرسٹ کے ممبران کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ حضور انور نے ان کے کاموں کی تفصیل دریافت فرمائی اور ہدایات دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس میٹنگ کے حوالہ سے احمد یحییٰ صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یوکے سے دریافت کریں کہ آپ کے لئے کیا منصوبہ ہے۔ نیز فرمایا کہ بورکینا فاسو جائیں اور وہاں جا کر جائزہ لیں کہ وہاں کیا کیا کام ہیں اور آپ کیا کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے چیئرمین صاحب سے فنڈز اکٹھے کرنے کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا اور ایران کے زلزلہ کے ضمن میں حضور انور کی اپیل کے بارہ میں

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

دریافت فرمایا کہ جرمنی نے اس موقع پر کیا کارروائی کی۔ میٹنگ کے بعد ممبران ہیومینٹی فرسٹ کو حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل ہوا۔

اس کے بعد حضور انور لجنہ اماء اللہ جرمنی کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ کے لئے تشریف لے گئے جو ۹ بجے شام تک جاری رہی۔ ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور آج کے مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۲۹؍مئی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں ۴ بج کر تیس منٹ پر پڑھائی۔ دس بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ جس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور انور نے آج ۴۰ فیملیز کے ۲۰۰؍افراد کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

پونے دو بجے حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر وعصر بیت السبوح میں پڑھائیں۔ اور نمازوں کے بعد مکرم ہدایت اللہ ھبش صاحب کی بیٹی عطیۃ الشافی کے نکاح کا اعلان فرمایا جو مکرم ظفر اللہ خان صاحب ابن مکرم زبیر خلیل خان صاحب جنرل سیکرٹری جرمنی سے طے پایا ہے۔

حضور انور نے دونوں خاندانوں کی خدمات کا ذکر فرمایا اور ہدایت اللہ ھبش صاحب کی بچیوں کے اخلاص اور نیکی کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیکی اور اخلاص میں مزید بڑھائے اور ان کی نسلوں میں بھی یہ اخلاص جاری رہے۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے دونوں خاندانوں کو نکاح کی مبارکباد دی اور شرف مصافحہ بخشا۔

شام پانچ بجے حضرت امیر المومنین دوبارہ اپنے دفتر تشریف لائے اور ۲۶ فیملیز کے ۱۱۱؍افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

سات بج کر دس منٹ پر واقفین نو بچوں اور بچیوں کی کلاسوں میں شرکت کے لئے حضور انور MTA کے مبشر سٹوڈیو میں تشریف لائے۔ پہلے واقفات نو بچیوں کی کلاس ہوئی جو ۸ بج کر ۱۵ منٹ تک جاری رہی۔ ان کلاسز میں بچوں اور بچیوں نے نظمیں، تقاریر اور ترانے وغیرہ پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تمام بچوں کو اپنے دست مبارک سے قلم اور بچیوں کو قلم کے ساتھ حجاب بھی عطا فرمائے۔

بچوں کی کلاس میں ایک بچے عزیزم لقمان احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ ”یَاعَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ“ بڑی خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

۹ بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۳۰؍مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں ۴ بج کر تیس منٹ پر پڑھائی۔ دس بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ جس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آج حضور انور نے ۴۷ فیملیز کے ۲۴۱؍افراد کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔

شام پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۲۵ فیملیز کے ۱۱۶؍افراد نے حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

پونے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

۳۱؍مئی ۲۰۰۴ء بروز سوموار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں ۴ بج کر تیس منٹ پر پڑھائی۔

گیارہ بجے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ مجلس انصار اللہ جرمنی کے ۲۴ ویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں شرکت کے لئے بادہمبرگ تشریف لے گئے اور ۵۵۔۱۱ بجے مقام اجتماع میں ورود فرمایا جہاں صدر صاحب کے ساتھ منتظم اعلیٰ اجتماع بھی موجود تھے۔ ہال کے گیٹ پر موجود مجلس عاملہ انصار اللہ کے ممبران کو حضور انور ایدہ اللہ نے شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے Waiting Room میں تشریف فرما ہوئے جہاں حضور انور نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ سے اجتماع کے انتظامات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

۱۲ بجے حضور انور ایدہ اللہ اجتماع گاہ میں رونق افروز ہوئے اور تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا جو مکرم منیر احمد صاحب منور مبلغ سلسلہ ہمبرگ نے کی۔ تلاوت و جرمن ترجمہ مکرم امجد احمد صاحب نے پیش کیا۔ رفیق شاکر صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ’عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ‘ مترنم آواز میں پڑھ کر سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے

Jlebe Travel

علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں اول اور دوم آنے والے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے۔

ایک بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے انصار اللہ سے خطاب فرمایا اور انصار اللہ کو ان کے اغراض و مقاصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انابت الی اللہ اور عاجزی سے توبہ واستغفار کرنے اور خدا کے حضور جھکنے کی تلقین فرمائی۔

آپ نے فرمایا: انصار اللہ کی عمر ایسی ہے جس میں انسان داخل ہوتا ہے تو طبعاً خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا: احمدی جس نے زمانے کے امام کے ساتھ عہد بیعت باندھا ہے اس کا دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے بھرا ہونا چاہئے۔ ۴۰ سال کے بعد ایک واضح تبدیلی ہو کہ ہر شخص کو محسوس ہو کہ اس شخص میں انقلاب آ گیا ہے۔

حضور انور نے نوافل کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ نیز فرمایا کہ مساجد پانچ وقت نمازوں کے لئے کھلی رہنی چاہئیں اور انصار کی حاضری سو فیصد ہونی چاہئے۔ جہاں مجبوری ہو وہاں انفرادی طور پر گھروں میں نمازوں کا انتظام ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا: کون ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ اس پر رحم ہو۔ اللہ کا رحم حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ نمازیں ہیں۔ فرمایا: انابت الی اللہ کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ نوافل ادا کرنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اس طرح اللہ کے فضلوں کو زیادہ حاصل ہونے والے ہوں گے اور وہ آپ کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

فرمایا: اعلیٰ معیار کے حصول کے لئے، اپنی روحانیت کو اونچے مقام تک لے جانے کے لئے تمہیں تہجد کی نماز کے لئے بھی اٹھنا ہوگا۔ تب تم مقام محمود حاصل کر سکتے ہو، روحانیت کے اعلیٰ معیار حاصل کر سکتے ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انصار اللہ کی بڑی ذمہ داری اولاد کی تربیت ہے۔ اور اس کے لئے انصار کو (والدین کو) اپنا عملی نمونہ دکھانا ہوگا۔

فرمایا: اگر انصار اللہ اپنی نسلوں کی تربیت کریں تو وہ شیطان کے حملوں سے بچانے والے ہوں گے اور کبھی شیطان کامیاب نہ ہوگا۔

فرمایا: گھروں میں خاص اہتمام کے ساتھ نمازیں ادا کریں اور بچوں کو بھی شامل کریں۔ سنتیں اور نوافل گھروں میں ادا کریں۔ اس طرح اللہ خیر و برکت نازل فرمائے گا اور کوئی شیطانی حملہ کامیاب نہیں ہوگا۔

پھر حضور انور ایدہ اللہ نے تلاوت، اس کے معانی سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ احکامات کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم کا مطالعہ اور اس کی تلاوت کرنی ضروری ہے۔ ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز آنی چاہئے۔ فرمایا کہ اس معاشرہ میں اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اور اسلام کی حسین تعلیم سے مطلع رکھنے کے لئے اس کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

اسی طرح حضور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ انصار کتب مسیح موعودؑ پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔

پھر فرمایا: اولاد کو معاشرے کے گند سے بچانے کے لئے قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کر کے پھر اپنی اولاد کی تربیت کریں۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ فرمایا کہ انصار زیادہ پوچھے جائیں گے۔ اگر ان باتوں میں دورنگی ہے تو پھر اپنی اولاد کی کس طرح تربیت کر سکیں گے۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد دو بجے حضور انور ایدہ اللہ نے نماز ظہر وعصر مقام اجتماع میں پڑھائیں۔

شام پانچ بجے سے رات ۹ بجے تک فیملی ملاقاتیں ہوئیں۔ ۶۱ فیملیز کے ۲۶۴؍افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

۹ بج کر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ نماز کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ شہید کے بیٹے مکرم محمد مظفر باجوہ صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ یہ نکاح مکرم مظفر باجوہ صاحب اور مکرمہ طاہرہ ناصر صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد وڑائچ صاحب مرحوم کے درمیان ۵ ہزار یورو حق مہر پر طے پایا۔ حضور انور نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ اس طرح آج کی مصروفیات اپنے اختتام کو پہنچیں۔

❃❃❃❃❃

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعودؑ کا اکرام ضیف

ماہنامہ "خالد" اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمان نوازی کے بعض واقعات بیان کئے ہیں۔

حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب کبھی مہمان زیادہ ہوتے تو حضورؑ گول کمرہ کے فرش پر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے۔ کئی دفعہ مَیں نے حضورؑ کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔ آپؑ بوٹیاں اٹھاکر میرے سامنے رکھتے جاتے اور خود بہت کم کھاتے اور ریزہ ریزہ مونہہ میں ڈالتے رہتے۔

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضورؑ کے پاس جب حافظ معین الدین صاحبؓ آتے تو آپؑ کے کہنے پر مَیں روٹی لے کر آتا۔ حضورؑ اپنا سالن بھی اُن کے سالن میں ملادیتے اور اپنا کھانا اُن کو دیدیتے۔ اگر پھر بھی حافظ صاحبؓ کی مزید کھانے کی خواہش ہوتی تو حضورؑ میرا کھانا بھی اُن کو دیدیتے اور بعد میں مجھے پیسے دیتے کہ کابلی چنے بھنوالاؤ۔ جب مَیں لاتا تو آپؑ ایک دو دانے ہی مونہہ میں ڈالتے۔

حضرت پیر حاجی احمد صاحبؓ کا بیان ہے کہ ۱۸۸۹ء میں بارہا قادیان گیا۔ باوجود مہمانوں کی کثرت کے حضورؑ خود اپنے گھر سے کھانا اٹھاکر لاتے اور سب کے ساتھ مل کر کھاتے۔

حضرت مولوی حکیم انوار حسین صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۲ء میں مَیں پہلی بار قادیان آیا تو حضورؑ مہمانوں کے ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور کھانا کھاتے کھاتے اُٹھ کر اندر تشریف لے جاتے اور کبھی اچار اور کبھی چٹنی لاکر مہمانوں کے سامنے رکھتے لیکن خود بہت کم کھاتے۔

حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے چودہ پندرہ سال کی عمر میں قادیان جانا شروع کیا۔ حضورؑ کھانا اندر سے لاکر دیتے۔ قہوہ ہر وقت تیار رہتا اور پاس ہی مصری بھی رکھی ہوتی۔ ہم جتنا چاہتے پیتے تھے۔

ایک بار چند لوگوں کے لئے لنگرخانہ میں بٹیر پکائے گئے تو کسی اَور مہمان نے بھی دو بٹیر حاصل کرنے کی خواہش کی لیکن اُنہیں نہ دیئے گئے۔ یہ ماجرا جب حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ انہیں فوراً بٹیر بھجواؤ اور کل سب کیلئے بٹیر پکائے جائیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ

کینیڈا سے شائع ہونے والے رسالہ "نحن انصاراللہ" جولائی تا دسمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم سید جمیل احمد شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا بچپن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے گھر میں گزرا۔ میری والدہ بھی اسی خاندان کی پروردہ ہیں اور آپؓ نے ہی اُن کی شادی کا انتظام کیا۔ یہ میری والدہ کی عقیدت ہی تھی کہ جب مَیں چوتھی میں پڑھتا تھا تو انہوں نے مجھے آپؓ کی خدمت میں پیش کردیا۔ مَیں پھر آپؓ کے پیار و محبت کا ایسا گرویدہ ہوا کہ بس یہیں کا ہوکر رہ گیا۔ آپؓ اُس وقت بیمار تھے۔ سکول سے واپس آکر مَیں آپؓ کے کمرہ میں ہی رہتا۔ آپؓ بہت دعاگو اور بہت کم گو تھے۔ کئی بار ذکرالٰہی کرتے ہوئے روتے تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ برآمدہ میں کرسی پر بیٹھ کر مطالعہ کرتے اور مجھے بھی پڑھنے کے لئے کہا کرتے۔ دل کے بہت نرم تھے، کبھی معمولی سی سرزنش بھی نہیں کی بلکہ میری ہر خواہش کو پورا کرتے۔ آپؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت بوزینب صاحبہؓ مجھے پڑھائی کی طرف توجہ دلاتیں، سلیقہ شعاری، صفائی اور نمازوں کی تلقین کرتیں۔ مجھ سے اپنے بچوں جیسا ہی پیار کرتیں۔ سکول فیس کے علاوہ مجھے دس روپے جیب خرچ بھی دیا کرتیں۔

حضرت میاں صاحبؓ کی خوراک نہایت سادہ تھی۔ ایک چپاتی بغیر مرچ کے شوربے یا یخنی کے ساتھ آپؓ کا معمول تھا۔ اس سے زیادہ کھاتے مَیں نے کبھی نہیں دیکھا۔ بہت عاجز انسان تھے۔ آپؓ کے کمرہ میں ایک فریم میں لکھا ہوا تھا: "وہ بادشاہ آیا اور معمّر اللہ"۔ مَیں نے بچپن میں ایک دفعہ پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے۔ اس سے زائد کچھ تشریح نہ فرمائی۔ مجھے بڑے ہوکر علم ہوا کہ یہ پیشگوئی آپؓ سے متعلقہ تھی۔

آپؓ بہت فیاض اور سخی تھے۔ کوئی سوال کرتا تو جیب میں ہاتھ ڈالتے اور بغیر گنتی کے سائل کو دیدیتے۔ مَیں نے کئی بار سو سو کے نوٹ سائل کے ہاتھ میں دیکھے۔ ایسے بے شمار واقعات کا مَیں عینی شاہد ہوں۔ جب کبھی مجھ سے دوا منگوائی تو سو روپے کا نوٹ دیتے۔ دوائیں بیس تیس روپے کی ہوتیں لیکن آپؓ نے کبھی بقایا واپس نہ لیا۔ ہر نیک خُلق میں آپؓ بادشاہ تھے لیکن مزاج بالکل فقیرانہ تھا۔

جب مَیں دسویں میں تھا تو آپؓ کافی بیمار تھے۔ آپؓ کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے میری تعلیمی حالت میں کمزوری واقع ہوگئی اور میرا داخلہ سکول والوں نے نہ بھجوایا۔ تب مجھے افسردہ دیکھ کر آپؓ نے وجہ پوچھی اور میرے بتانے پر آپؓ شدید بیماری کی حالت کے باوجود میرے ساتھ سکول گئے۔ راستہ میں چلتے چلتے تھک جاتے۔ مَیں نے عرض کیا کہ دفتر سے جیپ منگوالیں لیکن آپؓ میرا بازو پکڑ کر چلتے رہے اور ہیڈماسٹر صاحب سے مل کر میرے داخلہ کے بھجوانے کا انتظام کیا۔

۱۹۵۲ء میں میرے والد کی وفات کے بعد تو ہمارے لئے گزراوقات مشکل ہوگئی۔ ہم کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ اس پر حضرت میاں صاحبؓ نے ہماری رہائش کا انتظام اپنے داماد محترم نواب عباس احمد خانصاحب کی زیرتعمیر کوٹھی میں کردیا۔

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے دادا جان کے پاس آیا کرتے تھے اور آپؓ کے پاؤں کی طرف بیٹھ جایا کرتے۔ آپ بچپن ہی سے بہت خاموش، کم گو اور شرم و حیا کا پیکر ہیں۔ روزانہ دو تین مرتبہ اپنے دادا جان کے پاس حاضر ہوتے، لباس ہمیشہ صاف ستھرا ہوتا۔

حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ

ماہنامہ "خالد" ربوہ اکتوبر ۲۰۰۳ء میں حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ کا ذکرخیر مکرم عطاءالوحید باجوہ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آپؓ ۱۸۶۷ء میں ارائیں قوم کے ایک متموّل خاندان میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ بچپن قادیان کے قریب پھیروچچی گاؤں میں گزارا۔ وہیں پرائمری پاس کی۔ پہلی شادی قادیان کے ملحقہ گاؤں ننگل میں ہوئی۔ آپؓ وہاں سے اکثر قادیان جاتے تو مولوی محمد حسن صاحبؓ آپ کو تبلیغ کرتے۔ قریباً ۱۹۰۲ء میں آپؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کرلی۔ آپؓ پھیروچچی کے پہلے احمدی تھے۔ پہلی شادی سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں جبکہ دوسری شادی سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت مولوی صاحب بہت دلیر طبع اور نڈر تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ اس راہ میں کسی تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

دریائے بیاس کے پار راجپورہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو کچھ زمین دی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ برسات کے موسم میں آپ سر پر آٹے کی بوری لے کر جب واپس اپنے گھر آرہے تھے تو گاؤں کا ایک اَور شخص بھی ہمراہ ہولیا۔ جب دونوں دریا میں اُترے تو طغیانی آئی ہوئی تھی۔ درمیان میں پہنچے تو ایسا زبردست ریلا آیا جس نے آپؓ کے پاؤں اکھاڑ دیئے۔ دوسرے آدمی نے کسی نہ کسی طرح دریا پار کرلیا لیکن آپؓ تیرتے ہوئے دریا میں ایک گڑھے تک پہنچ گئے جہاں موت یقینی تھی۔ آپؓ نے اُس وقت اپنے مولا سے دردِدل سے دعا کی کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور انکی ماں بھی کوئی نہیں، ان کا کیا بنے گا؟ تب کسی طاقتور وجود نے آپؓ کو وہاں سے اوپر اٹھالیا اور اس جگہ لاکر کھڑا کردیا جہاں زمین پر آپؓ کے قدم لگ گئے اور آپؓ بحفاظت کنارے پر آگئے۔ دوسرے آدمی نے گاؤں میں جاکر بتایا کہ آپؓ کو پانی بہالے گیا ہے تو گاؤں کے لوگ اُس گڑھے کی طرف آئے تاکہ آپکی لاش ہی پکڑ سکیں۔ لیکن آپؓ کو سامنے زندہ پاکر وہ بھی حیران ہوئے کیونکہ سب کے نزدیک آپؓ کی موت یقینی تھی۔

حضرت مولوی صاحبؓ کو سلسلہ کی بہت سی خدمات کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے سندھ میں زمینیں خریدیں تو آپ کو نگران بناکر سندھ بھیج دیا۔ یہیں ۹؍جون ۱۹۵۷ء کو وفات پائی۔ ایک مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کی محنت، بہادری اور صبر کا نہایت محبت سے ذکر فرمایا۔

محترم صوبیدار عبدالمنان دہلوی صاحب

ماہنامہ "مصباح" ربوہ ستمبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ امۃالرحیم صاحبہ اپنے والد محترم صوبیدار عبدالمنان دہلوی صاحب کا ذکرخیر کرتی ہیں۔

محترم صوبیدار صاحب ۲۳؍اپریل ۱۹۱۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی اپنے والدین کے ہمراہ قادیان آگئے۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۵۵ء تک حضرت مصلح موعودؓ کی زیرہدایت مختلف جماعتی کاموں میں مصروف رہے خصوصاً قادیان کے دفاع میں بھرپور حصہ لیا۔ اس دوران آپ کے سینے میں گولی بھی لگی جو بعد میں میوہسپتال لاہور میں نکالی گئی۔ آپ کو حضورؓ نے رتن باغ میں احمدی کیمپ کا انچارج بھی مقرر کیا۔ بعد میں فرقان بٹالین کے رضاکاروں کی ابتدائی تربیت کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ بعد میں کشمیر کے ایک محاذ پر کمپنی کمانڈر کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں واپس آکر مستقل طور پر حضورؓ کے عملہ حفاظت میں شامل ہوگئے اور ۱۹۷۲ء تک اس خدمت پر مامور رہے۔ بعد میں ایکسرسائز کے دوران ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر ہوجانے کی وجہ سے مجبوراً خدمت جاری نہ رکھ سکے۔ ۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے ہمراہ آپ کو یورپ جانے کی توفیق بھی ملی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور چھ بیٹیوں سے نوازا۔ آپ پنج وقتہ نمازوں کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ ہر وقت نیکی کا درس دیتے۔ خلافت سے مضبوط تعلق تھا اور دعاؤں پر کامل یقین تھا۔ آپ موصی تھے۔ نہ صرف اپنا اور اپنی اہلیہ کا چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے بلکہ صدقات بھی بہت کیا کرتے تھے۔ آپ نے چند کتب بھی تحریر کیں۔

ماہنامہ "مصباح" ربوہ ستمبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ درّثمین طاہر صاحبہ کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

آپ کے جو قلم سے رقم ہوگئی
درد کی داستاں معتبر ہوگئی
زندگی ہم غریبوں کی کیا خوب تھی
آپ کے ساتھ جتنی بسر ہوگئی
آپ کی شب کو بے درد سمجھے گا کیا
نیند آئی نہ ہو کہ سحر ہوگئی

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday June 18, 2004 | Issue No. 25

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ جرمنی کی بعض جھلکیاں

مسجد بیت الطاہر (کوبلنز) کا افتتاح اور احباب جماعت سے خطاب

اس مسجد کی جوخوبصورتی ہے اورآپ کی قربانی کا جواصل مقصد ہے وہ تبھی پورا ہوگا جب یہ نمازیوں سے بھی بھری رہے گی۔

واقفین نو بچوں اور بچیوں، مجلس عاملہ جرمنی اور ریجنل امراء، ہیومینیٹی فرسٹ کے ممبران اور لجنہ اماء اللہ جرمنی کی نیشنل مجلس عاملہ کی ممبرات کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقاتیں۔

قرآن کریم ناظرہ مکمل کرنے والے بچوں کی تقریب آمین۔ مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں شمولیت اور انصار سے خطاب

انصاراللہ کی بڑی ذمہ داری اولاد کی تربیت ہے اوراس کے لئے انصار کواپنا عملی نمونہ دکھانا ہوگا۔

سینکڑوں افراد نے حضور انور ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(رپورٹ: اخلاق احمد انجم)

۲۳؍مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار:

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر بیت السبوح میں پڑھائی۔ صبح نو بج کر چالیس منٹ پر حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

پونے بارہ بجے تک ۳۲ فیملیز ۱۶۹؍احباب نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ایک بجے دوپہر جرمنی کے ایک خوبصورت شہر کوبلنز کے لئے روانگی ہوئی۔ کوبلنز میں جماعت احمدیہ جرمنی کو سو مساجد کی سکیم کے تحت ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ اس مسجد کے افتتاح کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا بھی ہمراہ تھیں۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد دو بج کر پانچ منٹ پر مسجد ''بیت الطاہر'' کوبلنز میں ورود فرمایا تو ریجن کی جماعتوں کے مرد و زن اور بچے بچیاں ترانے پیش کر رہی تھیں۔ حضور انور جب کار سے باہر تشریف لائے تو ریجنل امیر صاحب اور عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا اور ایک بچے نے پھولوں کا گلدستہ حضور انور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور انور نے تمام احباب جماعت کو السلام علیکم کہا اور پھر رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

دو بج کر ۲۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ مسجد میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد حضور انور نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں نمایاں خدمت کرنے والے احباب کو سندات خوشنودی عطا فرمائیں اور اس کے بعد حضور انور نے مختصر خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

''الحمدللہ کہ آپ کو اس شہر میں سو مساجد کی تکمیل کے سلسلہ میں اپنی اس مسجد کو مکمل کرنے کی توفیق ملی اور آپ نے جو ایک عہد اور وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ تمام احباب جماعت جنہوں نے اس میں حصہ لیا، کچھ کو سرٹیفکیٹ مل گئے شکریہ کے طور پر، کچھ کو نہیں ملے۔ لیکن یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی ہر ایک پر نظر ہے۔ اس نیک کام کے لئے اور اس نیک مقصد کے لئے اصل سرٹیفکیٹ جو ملنا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنا ہے۔ اس لئے جن کو کچھ نہیں ملا وہ دل برداشتہ نہ ہوں اور ہمیشہ یہ ذہن میں رکھیں کہ ہم نے جو کام خدا کی خاطر کیا ہے اس کا اللہ تعالیٰ ہی انشاء اللہ اجر دے گا اور ہمیشہ دیتا ہے۔

فرمایا: مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔ یہ واحدانیت کا ایک سنبل (Symble) ہیں۔ خدائے واحد کی یہاں آ کے عبادت کی جاتی ہے اور اُس کے آگے جھک کر اُس سے ساری مناجات کی جاتی ہیں۔ اپنی تمام تر ضروریات کے لئے انسان اُسی کی طرف جھکتا ہے، اُسی سے مانگتا ہے۔

فرمایا: نمازیں تو پہلے بھی میرا خیال ہے یہاں پڑھی جاتی ہوں گی۔ نماز سنٹرز ہوں گے لیکن ایک خاص مقصد کے لئے ایک عمارت کو بنانا اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ یہاں کے رہنے والے اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اظہار کے لئے ایک علامت کے طور پر ایک عمارت کھڑی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ وہ مقصد آپ سب لوگ حاصل کرنے والے بنیں۔

حضور انور نے فرمایا: مساجد کے لئے ایک ضروری چیز اس کی صفائی اور پاکیزگی بھی ہے اور اس میں ظاہری صفائی بھی ہے اور باطنی صفائی بھی ہے۔ ظاہری صفائی کے لئے تو آپ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس مسجد کے ماحول میں بھی ایسی صفائی ہو کہ ہر دیکھنے والا، ہر غیر جو یہاں آئے اُس کی نظر پڑتے ہی اُس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو کہ مَیں دیکھوں یہ اتنی خوبصورت چیز ہے، یہ ہے کیا؟ یہاں کے Lawn بھی اچھے Maintain کئے ہوں، یہاں کی ڈرائیووے یا سڑکیں یا Terris یا جو بھی پکی جگہیں آپ نے بنائی ہوئی ہیں وہ بھی اچھی طرح صاف ستھری ہوں۔ کوئی پتّا، کوئی کاغذ، کوئی گند کبھی نظر نہ آ رہا ہو۔ اور اسی طرح مسجد کے اندر کا جو حصہ ہے، ہال کے اوپر نیچے کا اس کی بھی صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ آپ کی جو نماز پڑھنے کی جگہ ہے، قالین ہے یا جائے نماز ہیں وہ بالکل صاف ستھرے ہوں۔

فرمایا: مٹی تو خیر یہاں نہیں ہوتی لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ آہستہ آہستہ اگر صفائی نہ کی جائے تو بڑے باریک ذرّات مٹی کے اس میں جذب ہوتے جاتے ہیں جو پھر نماز پڑھنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے یہ تو ایک ظاہری صفائی ہے اور یہ ظاہری صفائی جو ہے یہ باطنی صفائی پر بھی اثر ڈالتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جب نماز پڑھنی شروع کریں تو اس سے پہلے وضو کریں اور کپڑوں کو بھی صاف رکھیں سوائے اشد مجبوری کے۔ تا کہ ایک تو ظاہری طور پر ہمارا جسم بھی صاف ہو۔ اس سوچ کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو رہے ہوں کہ ہم اندر اور باہر سے پاک ہو کے آ رہے ہیں۔ اللہ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔ اور باطنی صفائی اس وقت ہوتی ہے جب انسان کے دل میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی خواہش پیدا ہو۔ اور اپنے آپ کو پابند کرے کہ مَیں نے ان احکامات پر ضرور بضرور عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے بندوں کے بھی حقوق رکھے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور آپ حاضر ہو رہے ہوں اور ظاہر یہ ہو کہ پاک دل کے ساتھ حاضر ہو رہے ہیں لیکن آپس میں دل ہمارے ایک نہ ہوں، ایک دوسرے کے لئے دل میں رنجشیں ہوں۔ ایک دوسرے کے لئے خواہش ہو کہ کسی نہ کسی طرح مَیں اس کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش کروں۔ تو اس سے پھر دل پاک نہیں کہلا سکتے۔ اور ایسے دلوں کی پھر دعائیں بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ الفاظ تو میرے ہیں مفہوم یہی ہے کہ اگر تمہارے دل میں کسی کے خلاف بھی نفرت یا بغض ہے تو تمہاری دعا کبھی قبول نہیں ہوگی۔ اس لئے اپنا سینہ پہلے پاک کرو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو۔ اور پھر دیکھو کہ وہ خدا، واحد و یگانہ خدا، وہ دعاؤں کو سننے والا خدا، وہ مشکلات کو دُور کرنے والا خدا کس طرح تمہاری مشکلات کو بھی دُور کرتا ہے، تمہاری دعاؤں کو بھی سنتا ہے۔

پھر مسجد تو بنا دی بڑی خوبصورت بنا دی اور بڑی قربانی کر کے بنائی لیکن اس کی آبادی بھی اب آپ کا کام ہے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف جمعہ کے دن مسجد کھلے یا دن میں ایک دفعہ نماز کے لئے حاضر ہوں۔ کسی نہ کسی کی ڈیوٹی لگی رہنی چاہئے۔ پانچوں وقت نماز کے لئے

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔